آیاتہا ۱۰۹ ﴿ سُوْرَۃُ یُوْنُسَ مَکِّیَّۃٌ ۱۰ ﴾ رکوعاتہا ۱۱

امام نحاس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۂ یونس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا: سورۂ یونس مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ سورۂ یونس ساتویں (سورت) شمار کی جاتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انجیل کی جگہ رائیات طواسین تک عطا فرمائی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت احنف رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ تو آپ نے یونس، ہود اور اس کے سوا سورتیں پڑھیں (1)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ①

''الف، لام، را، یہ آیتیں ہیں کتاب حکیم کی''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الٓرٰ کے بارے فرمایا: یہ فواتح السور ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے یہ بھی اسماء ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن نجار رحمہم اللہ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الٓرٰ کا معنی ہے میں اللہ دیکھ رہا ہوں (انا اللہ اری) (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الٓرٰ، حٰمٓ اور ن یہ سب اسم مقطع ہیں (یعنی یہ ایک اسم ہے جسے علیحدہ علیحدہ حروف میں لکھا گیا ہے اور وہ اسم الرحمٰن ہے)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الٓرٰ، حٰمٓ اور ن لفظ رحمٰن کے متفرق حروف ہیں (3)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 310 (3546) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 93، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے الٓرٰ کے بارے فرمایا: الف، لام اور راء یہ لفظ الرحمٰن سے ہیں۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ تو اس کے بارے ابن ابی حاتم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس میں تِلْكَ بمعنی ھذہ (یہ) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ کے ضمن میں فرمایا: وہ کتابیں جو قرآن سے پہلے گزر چکی ہیں۔

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۝۲

”کیا (یہ بات) لوگوں کے لیے باعث تعجب ہے کہ ہم نے وحی بھیجی ایک مرد (کامل) پر جو ان میں سے ہے کہ ڈراؤ لوگوں کو اور خوش خبری دو انہیں جو ایمان لائے کہ ان کے لیے مرتبہ بلند ہے ان کے رب کے ہاں، کفار نے کہا بلاشبہ یہ جادوگر ہے کھلا ہوا“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا، تو اہل عرب نے اس کا انکار کر دیا اور ان میں سے جنہوں نے انکار کیا۔ انہوں نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ اس سے اعظم و بلند تر ہے کہ اس کا رسول محمد ﷺ کی طرح بشر ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور یہ بھی فرمایا: وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ...... الایہ (الانبیاء:7)(1) پس جب اللہ تعالیٰ نے ان پر دلائل بار بار بیان فرمائے۔ تو انہوں نے کہا: اور جب وہ (رسول) بشر ہی ہے تو محمد ﷺ کے سوا رسالت کا زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ۝۳۱ (الزخرف) ”کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو دو شہروں میں بڑا ہے“۔ وہ کہنے لگے: وہ محمد ﷺ سے زیادہ شرف والا ہے یعنی مکہ سے ولید بن مغیرہ اور طائف سے مسعود بن عمرو ثقفی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ۔ الآیہ (الزخرف:32) واللہ اعلم۔ ”کیا وہ بانٹا کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت کو؟“ واللہ اعلم۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد وہ سعادت ہے جس کا تذکرہ ذکر اول میں ان کے لیے پہلے ہو چکا ہے (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 96

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کے لیے اجر حسن ہے ان اعمال کے عوض جو انہوں نے آگے بھیجا (1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''قدم'' سے مراد وہ عمل ہے جو انہوں نے آگے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ (یٰس: 12) ''اور لکھتے ہیں (ان اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے آثار کو جو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں''۔ آثار سے مراد ان کی گزرگاہ ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ ان کی مسجد میں دو ستونوں کے درمیان چلے پھر فرمایا یہ اثر لکھ لیا گیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: قَدَمَ صِدْقٍ کا معنی ہے صدق کا ثواب (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوالشیخ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قَدَمَ صِدْقٍ کی تفسیر میں فرمایا: کہ وہ اسی عمل پر اپنے رب کے ہاں آگے بڑھتے ہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد خیر اور نیکی ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد سلف صدق ہے۔ یعنی عمل صالح کے ساتھ آگے بڑھنا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت بکار بن مالک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں (یعنی آپ ﷺ کا مرتبہ ان کے رب کے ہاں بہت بلند ہے)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ قیامت کے دن ان کے شفیع ہوں گے (5)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہی قول بیان کیا ہے: ''مُحَمَّدٌ ﷺ شَفِیْعٌ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ'' یعنی حضور نبی رحمت ﷺ قیامت کے دن ان کے لیے شفیع ہوں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ان کے لیے قیامت کے دن سچے شفیع ہیں۔

حضرت حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد سلف صدق ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کی مصیبت ان کے نبی ﷺ نے برداشت کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 96، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 97

5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 96 6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 368 (3293) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ رہا یہ ارشاد گرامی قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ تو اس کے بارے ابوالشیخ نے زائدہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سلیمان نے سورۂ یونس میں دو آیتوں میں لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ پڑھا ہے(1)۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝3 اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝4

”بے شک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا عرش پر (جیسے اسے زیبا ہے) ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے، کوئی نہیں شفاعت کرنے والا مگر اس کی اجازت کے بعد، یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا پروردگار ہے، سو عبادت کرو اس کی، تو کیا تم غور وفکر نہیں کرتے اسی کی طرف لوٹنا ہے تم سب نے، یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے۔ بے شک وہی ابتدا کرتا ہے پیدائش کی پھر وہی دہرائے گا اسے تا کہ جزا دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، انصاف کے ساتھ۔ اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہوگا بوجہ اس کے کہ وہ کفر کرتے رہتے تھے“۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يُدَبِّرُ الْاَمْرَ کا معنی ہے کہ وہ اکیلے ہر کام کا فیصلہ کرتا ہے اور اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ کی تفسیر میں فرمایا: وہی زندہ کرتا ہے مخلوق کو پھر وہی اسے مارے گا اور پھر وہی اسے زندہ کرے گا(2)۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝5

”وہی ہے جس نے بنایا سورج کو درخشاں اور چاند کو نور اور مقرر کیں اس کے لیے منزلیں تا کہ تم جان لو گنتی برسوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 97، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 99-98

کی اور حساب۔ نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے مگر حق کے ساتھ، تفصیل سے بیان کرتا ہے (اپنی قدرت کی) نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے ہمارے رب نے دو کلموں کے ساتھ کلام فرمایا۔ ان میں سے ایک سورج بن گیا اور دوسرا چاند۔ یہ دونوں مکمل طور پر نور سے بنے ہیں اور دونوں قیامت کے دن جنت کی طرف لوٹ جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا کے ضمن میں فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو چاند کی ہیئت کی طرح نہیں بنایا تاکہ وہ دن سے رات کی علیحدہ پہچان کرا دے۔ اسی کے مطابق یہ ارشاد گرامی ہے فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ۔ الآیہ (الاسراء:12)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آفتاب اور مہتاب دونوں کے چہرے (سامنے والی جانب) آسمان کی جانب ہیں اور دونوں کی پشتیں زمین کی طرف ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورج اور چاند دونوں کے چہرے عرش کی طرف ہیں اور دونوں کی پشتیں زمین کی طرف ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان کے سامنے آگ تھی۔ جب وہ خوب بھڑکی تو آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک یہ بڑی آگ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کی پناہ طلب کر رہی ہے اور آپ نے چاند کو دیکھا جب کہ وہ غروب ہونے کے قریب تھا۔ تو فرمایا: قسم بخدا! یہ اب رو رہا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: سورج طلوع نہیں ہوتا یہاں تک کہ تین سو ستر فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں، کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کو یہ کہتے نہیں سنا۔

لَيْسَتْ بِطَالِعَةٍ لَنَا فِي رُسْلِنَا إِلَّا مُعَذَّبَةً وَإِلَّا تُجْلَدُ

"ہمارے لیے ہمارے رسولوں میں کسی کا (سورج) طلوع نہیں ہوا مگر یہ کہ اسے عذاب دیا گیا اور اسے کوڑے لگائے گئے"۔

إِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝٦

"بے شک گردش لیل و نہار میں اور جو کچھ پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں (ان میں اس کی)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 129 (34720)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو متقی ہے"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت خلیفہ العبدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت اسے دیکھے بغیر نہ کی جائے، تو کسی نے بھی اس کی عبادت نہ کی، لیکن مومنین نے رات کے آنے میں غور وفکر کی کہ اس نے ہر شے کو بھر دیا ہے اور ہر شے کو ڈھانپ دیا ہے اور سلطان دن کے آنے میں غور وفکر کی کہ جب وہ آیا تو اس نے رات کے غلبے کو ختم کر دیا ہے اور ان بادلوں میں غور وفکر کی، جنہیں آسمان وزمین کے درمیان مسخر کر دیا گیا ہے، ستاروں میں اور موسم سرما اور گرما میں نظر وفکر کی، تو قسم بخدا! مومنین مسلسل ان چیزوں میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں جنہیں ان کے رب تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے یہاں تک کہ ان کے دل اپنے رب تعالیٰ کے بارے میں یقین کر لیتے ہیں۔ گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اسے دیکھ کر ہی کی۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝٨

"بے شک وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی اور خوش وخرم ہیں دنیوی زندگی سے اور مطمئن ہو گئے ہیں اس (کے ساز وسامان) سے اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غفلت برتتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے بسبب ان عملوں کے جو وہ کماتے رہے"۔

ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے کہا" إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا" الآیہ، سے مراد اہل کفر ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ارشاد گرامی وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا اس ارشاد کی مثل ہے مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا (ہود:15) (2)

امام ابوالشیخ نے حضرت یوسف بن اسباط کا یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیا ظالموں کی نعمتوں کا گھر ہے۔ فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا مردار ہے، پس جو اس کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ کتوں کی مخالطت پر صبر کرے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝٩

"یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے پہنچائے گا انہیں ان کا رب (منزل مقصود تک) ان کے ایمان کے باعث، رواں ہوں گی ان کے نیچے نہریں نعمت (وسرور) کے باغوں میں"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے لیے ایک نور ہوگا جس کی روشنی میں وہ چلیں گے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ہمیں حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: مومن جب اپنی قبر سے باہر نکلے گا تو اس کا عمل انتہائی خوب صورت اور حسین صورت میں اور پاکیزہ، طیب خوشبو کے ساتھ اس کے سامنے ہوگا، تو وہ اسے کہے گا: تو کون ہے؟ قسم بخدا، بلاشبہ میں تجھے سچے آدمی کا عین (حقیقت) دیکھ رہا ہوں۔ وہ اسے جواب دے گا میں تیرا عمل ہوں۔ پس وہ اس کے لیے ایک نور اور جنت کی طرف راہنما بن جائے گا، اور کافر جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل انتہائی بدصورت اور قبیح شکل میں اس کے سامنے ہوگا اور اس سے بدبو آرہی ہوگی۔ تو وہ اسے کہے گا تو کون ہے؟ قسم بخدا! بلاشبہ میں تجھے ایک برے انسان کا عین دیکھ رہا ہوں۔ تو وہ جواب دے گا: میں تیرا عمل ہوں۔ سو وہ اسی کے ساتھ چل پڑے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کردے گا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا: بندۂ مومن کے عمل کو انتہائی حسین صورت میں ظاہر کیا جائے گا اور اس کی خوشبو انتہائی پاکیزہ ہوگی۔ وہ اپنے صاحب (عمل کرنے والے) کے سامنے آئے گا اور اسے ہر قسم کی بھلائی اور خیر کی بشارت دے گا۔ وہ اس سے پوچھے گا: تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ پس اسے اس کے سامنے نور بنا دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے جنت میں پہنچا دے گا۔ اور کافر کے عمل کو انتہائی قبیح صورت دی جائے گی اس کی بو انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ ہوگی اور وہ اپنے صاحب (عمل کرنے والے) کے ساتھ ہی رہے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں پھینک دے گا (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ کی تفسیر میں حضرت ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: یہاں تک کہ ان کا رب انہیں جنت میں داخل فرما دے گا، حضور نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام نے بیان فرمایا: اس دن ان میں سے ہر ایک اپنے مقام اور منزل کو اس سے بڑھ کر اور بہتر جانتا ہوگا۔ جتنا کہ تم آج ہمارے مقام کو جانتے ہو۔ پھر علماء کے بارے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اتارے گا جس کی سات منازل ہیں اور ان منازل میں ہر منزل میں سات فضائل والے لوگ ہوں گے، تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو چیز وہ مانگیں گے اور جس کا خیال ان کے دل میں آئے گا۔ وہ ان کی طرف دوڑتی ہوئی حاضر ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ سیر ہو جائیں گے تو وہ کھانے کے سبب ڈکار ماریں گے اور اس میں کستوری کی خوشبو ہو گی۔ اس میں حدث لاحق نہیں ہوگا۔ پھر وہ ہر سانس کے ساتھ حمد وثناء اور تسبیح وتحمید کرنے لگیں گے۔ پھر وہ جنت کے پھل ہر حال میں چن سکیں گے چاہے وہ بیٹھے ہوں، کھڑے ہوں یا تکیہ لگائے ہوئے ہوں (المختصر) وہ جس حال پر بھی ہوں گے۔ اور جنتی کے منہ تک اس چیز کے پہنچنے سے پہلے دوبارہ وہ چیز پہلے کی طرح اپنے مقام پر لگ جائے گا۔ یہ رحمت کی برکت ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 104، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 104 3۔ ایضاً

اور رحمٰن کی برکت ہے، وہ ختم نہیں ہوگی، یہ وہ خزانے ہیں جو کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے۔ جو چیز ان سے لے لی گئی اس کے سبب یہ کم نہیں ہوں گے۔ اور ان میں سے جو چیز باقی چھوڑ دی گئی وہ کبھی فاسد اور خراب نہیں ہوگی۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾

"(بہار جنت کو دیکھ کر) ان کی صدا وہاں یہ ہوگی پاک ہے تو اے اللہ اور ان کی دعا یہ ہوگی کہ "سلامتی ہو" اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کو"۔

ابن مردویہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ کہیں گے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ تو ان کے رب کی جانب سے ان کے لیے جنت میں ہر وہ شے میسر ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع نے فرمایا: اہل جنت کو جب کسی شے کی خواہش ہوگی تو وہ کہیں گے سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ تو وہ شے ان کے پاس ہوگی۔ اسی لیے یہ ارشاد گرامی ہے: دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مقاتل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اہل جنت کو جب کھانے کی طلب ہوگی۔ تو کہیں گے: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ تو ان میں سے ہر ایک کے پاس دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے ہر خادم کے پاس سونے کا پیالہ ہوگا جس میں ایسا کھانا ہوگا جو دوسرے میں نہیں ہوگا (یعنی ہر ایک کے پاس مختلف اور متنوع کھانا ہوگا)۔ پس وہ ان تمام سے کھائے گا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ (اہل جنت کا) یہ قول جنت میں ہوگا (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن جریج نے فرمایا: مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ جب کوئی پرندہ اہل جنت کے پاس سے گزرے گا اور وہ اس کی خواہش کریں گے تو کہیں گے: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ تو یہ ان کی جانب سے اسے پکار اور صدا ہوگی، تو ایک فرشتہ ان کے پاس وہ شے لے کر حاضر ہوگا جس کی وہ تمنا اور آرزو کریں گے۔ اور جب ان کی چاہت اور پسند کے مطابق فرشتہ وہ شے لے کر آئے گا تو وہ انہیں آکر سلام کہے گا اور وہ اس پر سلام کا جواب لوٹائیں گے۔ جیسا کہ یہ ارشاد ہے وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ اور جب وہ اپنی حاجت کے مطابق کھالیں گے تو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن ابی ہذیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَلْحَمْدُ اول کلام بھی ہے اور آخر کلام بھی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 105، بیروت 2۔ ایضاً

وَ لَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾

"اور اگر جلد بازی کرتا اللہ لوگوں کو شر پہنچانے میں جیسے وہ جلد بازی کرتے ہیں بھلائی کے لیے تو پوری کر دی گئی ہوتی ان کی معیاد (لیکن یوں نہیں بلکہ) ہم چھوڑے رکھتے ہیں انہیں جو توقع نہیں رکھتے ہماری ملاقات کی تاکہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ لَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے مراد انسان کا اپنی اولاد اور مال کے بارے میں ایسا قول ہے جو وہ اس کے لیے غضب اور غصے کی حالت میں کہتا ہے۔ یعنی: اے اللہ! اس میں برکت نہ ڈال اور اس پر لعنت کر۔ وغیرہ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ فرمایا یعنی بالیقین اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیتا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا جسے انسان نے بددعا دی (1)۔

ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایک آدمی کا دوسرے آدمی کو یہ کہنا ہے: اے اللہ! اسے رسوا کر دے، اے اللہ! اس پر لعنت بھیج دے۔ فرمایا وہ تو پسند کرتا ہے کہ اس کے اس قول کو قبول کر لیا جائے جیسا کہ وہ یہ پسند کرتا ہے: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما کہ اس کی یہ دعا قبول کی جائے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد آدمی کا اپنی ذات اور اپنے مال کے خلاف ایسی دعا کرنا ہے جو مکروہ اور ناپسندیدہ ہو (اور وہ یہ چاہتا ہے) کہ اسے قبول کر لیا جائے (2)۔

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾

"اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف (تو اس وقت) پکارتا ہے ہمیں لیٹا ہوا ہو یا بیٹھا ہوا ہو یا کھڑا ہوا ہو، پھر جب ہم دور کر دیتے ہیں اس سے اس کی تکلیف (تو) چل دیتا ہے جیسے اس نے ہمیں (کبھی) پکارا ہی نہ تھا کسی تکلیف میں جو اسے پہنچی تھی۔ اسی طرح آراستہ کر دیئے گئے حد سے بڑھنے والوں کے لیے وہ کرتوت جو وہ کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

کرتے تھے اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیا کئی قوموں کو جو تم سے پہلے تھیں جب وہ زیادتیاں کرنے لگے۔ اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر اور وہ (ایسے) نہیں تھے کہ ایمان لاتے۔ اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں مجرم قوم کو"۔

ابن جریر اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا: دَعَانَا لِجَنۡۢبِهٖۤ کا معنی ہے وہ ہمیں پکارتا ہے لیٹے ہوئے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دَعَانَا لِجَنۡۢبِهٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا کا معنی ہے کہ وہ ہمیں ہر حال میں پکارتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی خوشحالی کے وقت میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ تیرے لیے تیری مصیبت کے وقت کے لیے اسے قبول کر لیا جائے گا۔

ثُمَّ جَعَلۡنٰكُمۡ خَلٰٓئِفَ فِي الۡاَرۡضِ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ لِنَنۡظُرَ كَيۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾

"پھر ہم نے بنایا تمہیں جانشین زمین میں ان کے بعد تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: ہمارے رب نے سچ فرمایا: کہ اس نے ہمیں زمین میں صرف اس لیے جانشین بنایا تاکہ وہ ہمارے اعمال دیکھے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کو رات اور دن کے وقت سراً اور علانیۃً ہر حال میں اپنے اچھے اعمال دکھاؤ (2)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ ثُمَّ جَعَلۡنٰكُمۡ خَلٰٓئِفَ کے متعلق حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ خطاب امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَيۡرِ هٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡهُ ؕ قُلۡ مَا يَكُوۡنُ لِيۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآئِ نَفۡسِيۡ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى اِلَيَّ ۚ اِنِّيۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّيۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۵﴾

"اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں (تو) کہنے لگتے ہیں وہ جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی کہ لے آیئے (دوسرا) قرآن اس (قرآن) کے علاوہ یا ردوبدل کر دیجئے اسی میں۔ فرمایئے مجھے اختیار نہیں کہ رد و بدل کر دوں اس میں اپنی مرضی سے۔ میں نہیں پیروی کرتا (کسی چیز کی) بجز اس کے جو وحی کی جاتی ہے میری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 109، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 110

طرف۔ میں ڈرتا ہوں اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں، بڑے دن کے عذاب سے"۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: وہ جو ہماری ملاقات کی توقع نہیں رکھتے۔ کہ لے آ دوسرا قرآن اس قرآن کے علاوہ یا اس میں ردوبدل کردو فرمایا کہ یہ قول مشرکین مکہ نے حضور نبی مکرم ﷺ سے کہا: تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو فرمایا: قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ۔(1)

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

"آپ فرما دیجئے اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو میں نہ پڑھتا اسے تم پر اور نہ ہی وہ آگاہ کرتا تمہیں اس سے، میں تو گزار چکا ہوں تمہارے درمیان عمر (کا ایک حصہ) اس سے پہلے۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ کا معنی ہے اور نہ ہی وہ تمہیں اس کے بارے آگاہ کرتا "لَا اَعْلَمَكُمْ بِهٖ"(2)

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے "اور نہ وہ تمہیں اس کا شعور دلاتا"۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ لفظ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ یعنی ہمزہ کے ساتھ ہے۔ فراء نے کہا: میں یہ نہیں جانتا کہ یہ جائز ہے دریت سے اور نہ ادریت سے۔ مگر یہ کہ حسن نے اپنی طبیعت کے مطابق اسے ہمزہ دیا ہے۔ کیونکہ عرب بسا اوقات غلطی کر دیتے ہیں کہ وہ وہاں ہمزہ پڑھتے ہیں جہاں ہمزہ نہ ہو(3)۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْذَرْتُكُمْ بِهٖ "آپ فرما دیجئے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا اور نہ تمہیں اس سے ڈراتا"(4)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "وَلَاۤ اَنْذَرْتُكُمْ بِهٖ" کا معنی ہے "مَا حَذَّرْتُكُمْ بِهٖ" یعنی (میں تمہیں اس کے ساتھ نہ ڈراتا)(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تو تمہارے درمیان اس سے پہلے عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں) نہ میں نے تم پر پڑھا اور نہ میں نے ذکر کیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ کے ضمن میں فرمایا: کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے نزول وحی سے قبل چالیس برس گزارے اور آپ ﷺ نے دو سال تک خواب دیکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس سال تک مکہ مکرمہ میں اور دس سال تک مدینہ منورہ میں وحی نازل فرمائی اور باسٹھ برس کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 112، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 114 5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 112

عمر میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ترمذی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں نبی بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ آپ تیرہ برس تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرے اور آپ کی جانب وحی کی جاتی رہی۔ پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ تو آپ ﷺ دس برس تک ہجرت فرما رہے اور جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی (1)۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا گیا اس وقت آپ کی عمر مبارک کتنی تھی؟ تو آپ نے فرمایا: اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی (2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر نبوت نازل ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس برس تھی۔ پس تین سال تک آپ کی نبوت کے ساتھ حضرت اسرافیل علیہ السلام متصل رہے۔ سو وہ آپ ﷺ کو حکمت اور دوسری چیزیں سکھاتے رہے۔ اس دوران قرآن نازل نہ ہوا۔ اور جب تین برس گزر گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی نبوت کے ساتھ منسلک ہوئے اور پھر آپ کی زبان پر بیس برس تک قرآن نازل ہوا۔ دس سال تک مکہ مکرمہ میں اور دس سال تک مدینہ طیبہ میں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو چالیسویں سال کے شروع میں مبعوث فرمایا گیا۔ پھر آپ ﷺ دس برس تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور دس برس تک مدینہ طیبہ میں اور ساٹھ برس کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ہوا (4)۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

"پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو افترا باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا یا جھٹلائے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو۔ بے شک مجرم فلاح نہیں پاتے اور (یہ مشرک) عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ (معبود) ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ آپ فرمایئے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 328 (36544)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 237، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 132 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 329 (36552)

کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس بات سے جو وہ نہیں جانتا نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ پاک ہے وہ اور بلند و بالا ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نضر نے کہا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لات اور عزیٰ میری شفاعت کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ۔

وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ فِیْمَا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

''اور نہیں تھے لوگ (ابتدا میں) مگر ایک ہی امت پھر (اپنی کجروی سے) باہم اختلاف کرنے لگے۔ اور اگر ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی آپ کے رب کی طرف سے تو فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان ان امور میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً کا معنی ہے کہ ''نہیں تھے لوگ (ابتدا میں) مگر اسلام پر''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے کہ ابتدا میں لوگ ہدایت پر تھے پھر باہم اختلاف کرنے لگے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُمَّةً وَّاحِدَةً سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اس حال میں کہ آپ تنہا تھے۔ اور فَاخْتَلَفُوْا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اختلاف اس وقت ہوا جب حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابتدا میں ایک ہی دین کو ماننے والے لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے دین پر تھے۔ پھر انہوں نے کفر اختیار کیا۔ پس اگر آپ کے رب نے قیامت قائم ہونے کے دن تک انہیں مہلت نہ دے رکھی ہوتی تو ان کے درمیان ان امور میں فیصلہ کر دیا جاتا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں۔

وَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۲۰﴾

''اور کہتے ہیں کیوں نہ نازل کی گئی ان پر کوئی آیت ان کے رب کی طرف سے؟ سو آپ فرمائیے غیب تو صرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 115، بیروت

اللہ کے لیے ہے پس انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ میں انہیں اپنے عذاب اور سزا سے خوف زدہ کیا ہے اور ڈرایا ہے۔

وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِیْۤ اٰیَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا یَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

''اور جب ہم لطف اندوز کرتے ہیں لوگوں کو (اپنی) رحمت سے اس تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تو فوراً وہ مکرو فریب کرنے لگتے ہیں ہماری آیتوں میں۔ فرمایئے اللہ زیادہ تیز ہے اس فریب کی سزا دینے میں۔ بے شک ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) قلم بند کر رہے ہیں جو فریب تم کر رہے ہو''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس آیت میں مَّكْرٌ فِیْۤ اٰیَاتِنَا سے مراد آیات کے ساتھ استہزاء کرنا اور انہیں جھٹلانا ہے۔

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سفیان نے فرمایا۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ مکر مذکور ہے اس سے مراد عمل ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؗ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

''وہی ہے جو سیر کراتا ہے تمہیں خشک زمین اور سمندر میں یہاں تک کہ جب تم سوار ہوتے ہو کشتیوں میں اور وہ چلنے لگتی ہیں مسافروں کو لے کر موافق ہوا کی وجہ سے اور وہ مسرور ہوتے ہیں اس سے (تو اچانک) آ لیتی ہے انہیں تند و تیز ہوا اور آ لیتی ہیں انہیں موجیں ہر جگہ (طرف) سے اور وہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ انہیں گھیر لیا گیا (تو اس وقت) پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے۔ (کہتے ہیں اے کریم!) اگر تو نے بچا لیا ہمیں اس (طوفان) سے تو ہم یقیناً ہو جائیں گے (تیرے) شکر گزار (بندوں) سے پھر جب وہ بچا لیتا ہے انہیں

تو وہ سرکشی کرنے لگتے ہیں زمین میں ناحق۔ اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔ لطف اٹھالو دنیوی زندگی سے پھر ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تمہیں۔ پھر ہم آگاہ کریں گے تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سمندری سفر کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے انہیں نماز قصر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَ جَرَيْنَ بِهِمْ کی تفسیر میں ابن زید نے کہا ہے: کہ یہ ذکر کیا۔ پھر ان کے سوا دوسروں کے لیے اس بات کو ایک دوسری بات میں شمار کرتے ہوئے فرمایا: وَ جَرَيْنَ بِهِمْ اور بات ان سے منسوب کی کہ پہلی شے یہ ہے کہ تم کشتیوں میں سوار ہوئے اور وہ انہیں لے کر چلیں۔ کوئی یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا ''جرین بکم'' کہ وہ تمہیں لے کر چلیں۔ حالانکہ وہ دوسری قوم کے بارے گفتگو کر رہا ہے۔ پھر یہ (وَ جَرَيْنَ بِهِمْ) ذکر فرمایا تاکہ یہ انہیں اور ان کے سوا دوسری مخلوق کو جامع ہو جائے۔ یعنی انہیں اور مخلوق میں سے ان کے سوا دوسروں کو لے کر وہ چلیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا: وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ سے مراد یہ ہے کہ وہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ انہیں ہلاک کر دیا گیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل فتح مکہ کے دن فرار ہوا اور سمندر میں کشتی پر سوار ہو گیا۔ پھر ہوا نے اسے آلیا تو اس نے لات اور عزیٰ کو پکارا۔ تو کشتی والوں نے کہا یہاں کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی اور کو پکارے۔ تو عکرمہ نے کہا: قسم بخدا! اگر وہ سمندر میں یکتا ہے تو پھر خشکی میں بھی وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا(2)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ تو عکرمہ بن ابی جہل بھاگ کر سمندر میں جا سوار ہوا اور سمندر جوش مارنے لگا۔ چنانچہ ملاح اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے اور اس کی وحدانیت کا ذکر کرنے لگے۔ تو اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ ایسی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ تو اس نے کہا: یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اللہ ہے جس کی طرف آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں۔ سو تم ہمیں واپس لوٹا دو۔ چنانچہ وہ واپس لوٹ گیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا، تو اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام کو معاف فرما دیا۔ اور ان (چھ افراد) کے بارے فرمایا: تم انہیں قتل کر دو اگرچہ تم انہیں غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹے ہوئے بھی پاؤ۔ وہ چار مرد یہ تھے: عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن ضبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ پس عبداللہ بن خطل اس حال میں پایا گیا کہ وہ غلاف کعبہ کو

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب السفر فی البحر، جلد 3، صفحہ 154، دار الفکر بیروت   2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب قصۃ صفوان بن امیۃ، جلد 5، صفحہ 98

پکڑے ہوئے تھا۔ تو اس کی جانب سعید بن حریث اور عمار رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور سعید عمار سے بھی آگے بڑھ گئے اور یہ دونوں میں سے زیادہ مضبوط جوان تھے۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور رہا مقیس بن ضبابہ۔ تو لوگوں نے اسے بازار میں پایا اور اسے وہیں قتل کر دیا اور عکرمہ بھاگ کر سمندر میں جا کر (کشتی پر) سوار ہو گیا۔ تو انہیں تیز آندھی نے آگھیرا۔ تو کشتی والوں (ملاحوں) نے کشتی کے سواروں کو کہا: تم مخلص ہو جاؤ کیونکہ تمہارے الہٰ تمہیں کسی قسم کا نفع نہیں دے سکتے۔ تو عکرمہ نے کہا: کہ اگر اخلاص کے سوا سمندر میں مجھے کوئی نجات نہیں دے سکتا۔ تو بالیقین خشکی میں بھی اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! بلاشبہ تیرے ساتھ عہد ہے کہ اگر تو میرے (وہ گناہ) معاف فرما دے جن میں مبتلا رہا ہوں، تو اگر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں۔ تو میں بالیقین انہیں انتہائی معاف فرمانے والا اور کریم پاؤں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ حاضر خدمت ہوا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ رہا عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح۔ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر چھپ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کے لیے بلایا تو وہ اسے لے کر آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ کو بیعت فرما لیجئے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور اس کی طرف تین بار دیکھا۔ ہر بار اس نے انکار کیا اور پھر تین بار یوں کے بعد اس نے آپ کی بیعت کر لی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم میں ایک دانا آدمی ہے وہ یہاں کھڑا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا ہے کہ میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ روک لیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آپ کے دل میں ہے وہ ہمیں بتائیے، کیا آپ نے اپنی آنکھوں کے ساتھ ہماری طرف اشارہ نہیں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ نہیں چاہیے کہ اس کی آنکھیں خائن ہوں (1)۔

امام ابو الشیخ، ابن مردویہ، ابو نعیم، خطیب نے تاریخ میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جو اپنے ہی اصل پر لوٹتی ہیں۔ اور وہ ہیں مکر، نکث (عہد و پیمان توڑنا) اور ظلم و نافرمانی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ "اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر پڑے گا"۔ وَ لَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر: 43) "اور نہیں گھیرتی گھناؤنی سازش بجز سازشیوں کے"۔ اور فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (الفتح: 10) "پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہو گا"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن نفیل کنانی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ہیں ان کے بارے میں فیصلہ کرنے سے اللہ تعالیٰ فارغ ہو چکا ہے۔ اس لیے تم میں سے کوئی بھی قطعاً سرکشی نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اور کوئی بھی قطعاً مکر اور دھوکا نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (الفاطر: 43) اور نہ ہی تم میں سے کوئی بیعت توڑے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 404 (36913) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہے فَمَنۡ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ (الفتح:10)۔

امام حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرکشی نہ کر اور نہ تو باغی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلٰۤى اَنۡفُسِكُمۡ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرکشی نہ کر اور نہ باغی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلٰۤى اَنۡفُسِكُمۡ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سرکشی کرنے والے کی سزا مؤخر نہیں فرمائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: اِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلٰۤى اَنۡفُسِكُمۡ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرکشی کرنے اور رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی کرنے سے بڑھ کر کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو اس لائق ہو کہ اللہ تعالیٰ گناہ کرنے والے کو فوراً اور جلدی سزا دے (2)۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت عیاض بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تم تواضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ کوئی کسی کے خلاف بغاوت نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر اظہار فخر کرے (3)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت بلال بن ابی بردہ رحمہ اللہ کی سند سے کہ انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ظلم وزیادتی نہیں کرے گا مگر وہی جو ظالم پیدا ہوا یا اس میں ظلم اور سرکشی کی کوئی رگ ہو (4)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے رجاء بن حیوہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے مسجد منیٰ میں خطیب کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: تین خصلتیں ہیں کہ ان کا وبال اسی پر ہوگا جس نے ان کا ارتکاب کیا۔ سرکشی، مکر، اور بیعت توڑنا (وعدہ خلافی) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا بَغۡيُكُمۡ عَلٰۤى اَنۡفُسِكُمۡ۔ وَلَا يَحِيۡقُ الۡمَكۡرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهۡلِهٖ (فاطر:43) فَمَنۡ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ (الفتح:10) پھر بیان کیا۔ تین خصلتیں ہیں جن پر عمل پیرا ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب نہیں دے گا اور وہ ہیں۔ شکر، دعا اور استغفار۔ پھر اس نے یہ آیات پڑھیں: مَا يَفۡعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمۡ اِنۡ شَكَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ (النساء:147) ''کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ''۔ اور قُلۡ مَا يَعۡبَؤُا بِكُمۡ رَبِّيۡ لَوۡلَا دُعَآؤُكُمۡ (الفرقان:77) ''آپ فرمائیے کیا پرواہ ہے تمہاری میرے رب کو اگر تم اس کی عبادت نہ کرو''۔ اور مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۳﴾ (الانفال) ''اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا انہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہیں'' (5)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم المراض الناس، جلد 5، صفحہ 285 (6671) دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 285 (6670)

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 274 (8133) عن عیاض بن حمار　4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 286 (6675)

5۔ ایضاً، (6674)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین خصلتیں ہیں جن میں وہ ہوں گی ان کا وبال انہیں پر پڑے گا۔ اور وہ ہیں مکر، سرکشی اور وعدہ توڑنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر پہاڑ پہاڑ کے خلاف سرکشی کرے تو ان میں سے سرکشی کرنے والا پاش پاش ہو جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بندوں میں سے اس سے افضل کوئی نہیں جو سوال کرتا ہے اور دعا کے سوا قضا کو رد کرنے والی کوئی شے نہیں۔ بہت جلد پہنچنے والی بھلائی نیکی کا ثواب ہے اور بہت جلدی پہنچنے والا شر سرکشی کی سزا ہے۔ اور آدمی کے لیے اتنا عیب ہی کافی ہے کہ وہ لوگوں میں ایسی چیزیں دیکھتا ہے جنہیں وہ اپنی ذات میں دیکھنے سے اندھا ہو اور لوگوں کو ایسی چیزوں کا حکم دے جنہیں چھوڑنے کی خود استطاعت نہ رکھتا ہو اور اپنے ہم نشین کو ایسی شے کے ساتھ اذیت پہنچائے جس کا اس نے قصد نہ کیا ہو(1)۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّیَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

"پس حیات دنیوی (کے عروج و زوال) کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے، سو گھنی ہو کر اگی پانی کے باعث سرسبزی زمین کی جس سے انسان بھی کھاتے ہیں اور حیوان بھی۔ یہاں تک کہ جب لے لیا زمین نے اپنا سنگار اور وہ خوب آراستہ ہو گئی اور یقین کر لیا اس کے مالکوں نے کہ (اب) انہوں نے قابو پا لیا ہے اس پر (تو اچانک) آ پڑا اس پر ہمارا حکم (عذاب) رات یا دن کے وقت پس ہم نے کاٹ کر رکھ دیا اسے گویا کل وہ یہاں تھی ہی نہیں۔ یونہی ہم وضاحت سے بیان کرتے ہیں (اپنی قدرت کی) نشانیوں کو اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ کا معنی ہے (پانی کی مٹی کے ساتھ) آمیزش ہوئی تو پانی کے سبب ہر رنگ (کا سبزہ) خوب اگا۔ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 188، مکتبۃ السعادۃ مصر

''جس سے انسان کھاتے ہیں''۔ مثلاً گندم، جو اور زمین سے اگنے والے تمام قسموں کے دانے، سبزیاں اور پھل اور جنہیں چوپائے اور جانور بھی کھاتے ہیں جیسے گھاس اور دیگر ہر قسم کا چارہ (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَازَّیَّنَتْ کا معنی ہے: اور زمین خوب آراستہ ہوگئی اور حسین ہوگئی۔ اور كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ کے بارے فرمایا: گویا نہ وہ یہاں اگی اور نہ خوب سرسبز اور تروتازہ ہوئی (2)۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مروان بن حکیم یہ سب یہ پڑھا کرتے تھے وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے کہ وہ انہیں ہلاک کرے مگر اس کے مالکوں کے گناہوں کے سبب (یعنی اللہ تعالیٰ اس کے مالکوں کے گناہوں کے سبب اسے برباد کر دیتا ہے) (3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے: كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ وما اهلکنا الا بذنوب اهلها كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ گویا کل وہ یہاں تھی ہی نہیں اور ہم نے اسے برباد نہیں کیا مگر اس کے مالکوں کے گناہوں کے سبب یونہی ہم وضاحت سے بیان کرتے ہیں (اپنی قدرت کی) نشانیوں کو اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے'' (4)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: سورۂ یونس میں اس آیت کی ایک طرف میں لکھا ہوا ہے حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا۔ تا۔ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ اگر ابن آدم (انسان) کے لیے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ یقیناً تیسری وادی کی تمنا اور آرزو کرے گا۔ اور مٹی کے سوا ابن آدم کے نفس کو کوئی شے سیر نہیں کر سکتی۔ اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر ڈالتا ہے اور اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۵﴾

''اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے (امن و) سلامتی کے گھر کی طرف، اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف''۔

امام ابونعیم اور دمیاطی نے معجم میں کلبی کی سند سے ابوصالح رحمہم اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جنت کے عمل کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ السلام ہے اور جنت اس کا گھر ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ نے وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ شبہات وفتن اور گمراہیوں سے نکلنے کے لیے ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 119، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 120 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی دن کا سورج طلوع نہیں ہوتا، مگر اس طرح کہ اس کی دونوں طرفوں کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں اور وہ اتنی بلند آواز سے ندا دیتے ہیں کہ جن وانس کے سوا اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اسے سنتی ہے اے لوگو! اپنے رب کی طرف آجاؤ۔ بے شک وہ عمل جو تھوڑا ہو اور دوسروں سے بے نیاز کر دینے والا ہو وہ اس سے بہتر ہے جو کثیر ہو اور غافل کر دینے والا ہو اور اس دن کا سورج غروب نہیں ہوتا مگر اس کی اطراف میں دو فرشتے ندا دیتے ہیں اور اسے جن وانس کے سوا اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سنتی ہے۔ اے اللہ! خرچ کرنے والا خلف عطا کر اور ضیاع کو روکنے والا عطا کر، پس اللہ تعالیٰ نے اس سب کے بارے میں قرآن نازل فرمایا۔ پس دونوں فرشتوں کے اس قول کے بارے میں (کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور ان کے اس قول کے بارے میں "کہ اے اللہ! خرچ کرنے والا خلیفہ عطا کر اور ضیاع کو روکنے والا عطا کر"۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ الَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۙ﴿۱﴾ وَ النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ﴿۲﴾ (الیل) لِلْعُسْرٰی ﴿۱۰﴾ کے قول تک "قسم ہے رات کی جب وہ (ہر چیز پر) چھا جائے اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب چمک اٹھے" (1)۔

امام ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت سعید بن ابی ہلال رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سنی کہ انہوں نے مذکورہ آیت تلاوت کی اور فرمایا۔ مجھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں نے حالت خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے سر کے پاس ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام میرے پاؤں کی جانب ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان کی ہے تو سن، تیرے دونوں کان خوب سننے والے ہیں اور سمجھ تیرا دل خوب عقل مند ہے، بلاشبہ تیری اور تیری امت کی مثال ایسے بادشاہ کی مثال کی طرح ہے جس نے ایک دار بنایا، پھر اس میں ایک کمرہ بنایا، پھر اس میں دعوت کا اہتمام کیا۔ پھر لوگوں کو اپنے کھانے کی طرف دعوت دینے کے لیے ایک قاصد بھیجا۔ پس ان میں سے جس نے قاصد کی دعوت کو قبول کیا انہیں کے لیے اس گھر میں کھانا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اور دار اسلام ہے۔ اور (گھر) جنت ہے اور آپ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاصد ہیں۔ پس جس نے آپ کو قبول کیا وہ اسلام میں داخل ہوا اور جو اسلام میں داخل ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو جنت میں داخل ہوگا وہی اس سے کھائے گا (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی اتباع میں ساتھ لیا اور ہم چل پڑے۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جس کے بارے ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس میری گود میں رکھا۔ پھر سفید لمبے کپڑوں میں ملبوس ایک گروہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 223 (3412) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 369 (3299) دار الکتب العلمیہ بیروت

کے پاس حاضر ہوا حالانکہ رسول اللہ ﷺ سو چکے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس میں انہیں دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو انتہائی عظمت اور شان عطا کی ہے کہ اس کی آنکھ سو رہی ہے اور دل جاگ رہا ہے۔ پھر ان میں سے بعض نے دوسرے بعض کو کہا: اس کی مثال بیان کرو اور ہم اس کی تاویل بیان کریں گے یا ہم مثال بیان کرتے ہیں اور تم تاویل بیان کرو گے۔ تو ان میں سے بعض نے کہا: اس کی مثال اس سردار کی مثال کی طرح ہے جس نے کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا۔ پھر اس نے ایک محفوظ اور پختہ گھر بنایا پھر لوگوں کی طرف پیغام بھیجا۔ پس جو اس کے کھانے کی دعوت میں نہ آئے اس نے انہیں شدید ترین عذاب میں مبتلا کر دیا۔ دوسروں نے کہا پس وہ سردار رب العالمین ہے۔ وہ عمارت اسلام ہے اور کھانے سے مراد جنت ہے اور یہ دعوت دینے والے ہیں۔ پس جس نے ان کی اتباع کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے آپ کی اتباع نہ کی اسے اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: اے ابن ام عبد! تو نے کیا دیکھا؟ میں نے عرض کی: میں نے اس اس طرح دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا: کئی چیزیں مجھ پر مخفی رکھی گئی ہیں جو انہوں نے کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ملائکہ کی جماعت تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک سردار نے گھر بنایا اور کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا اور پھر دعوت دینے والا بھیجا۔ پس جس نے داعی کو قبول کیا وہ گھر میں داخل ہوا اور اس دستر خوان سے کھانا کھایا اور وہ سردار اس سے راضی ہو گیا۔ خبردار! جان لو۔ بلاشبہ وہ سردار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ دار اسلام ہے۔ وہ کھانا جنت ہے اور اس کی طرف دعوت دینے والے محمد ﷺ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی رات نہیں گزرتی مگر یہ کہ اس میں ندا دینے والا ندا دیتا ہے۔ اے خیر اور نیکی کرنے والے آگے آ، اور اے شر اور برائی کرنے والے رک جا۔ تو ایک آدمی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی: کیا آپ اس کا ذکر کتاب میں پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ۔ فرمایا ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے۔ اے خیر اور نیکی چاہنے والے! آگے بڑھتا آ۔ اور اے شر اور برائی چاہنے والے! رک جا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ جب یہ آیت پڑھتے وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ تو کہتے: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَ سَعْدَيْكَ۔ اے ہمارے رب! میں حاضر ہوں۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ؕ وَ لَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۶

”ان کے لیے جنہوں نے نیک عمل کیے نیک جزا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے اور نہ چھائے گا ان کے چہروں پر (رسوائی کا) غبار اور نہ ذلت (کا اثر ہوگا) یہی لوگ جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے“۔

امام طیالسی، ہناد، احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، دارقطنی نے الرؤیۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِیَادَةٌ اور فرمایا: جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اہل نار جہنم میں چلے جائیں گے تو ندا دینے والا پکارے گا۔ اے اہل جنت! بے شک تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ تمہارے اس وعدہ کو پورا فرما دے۔ تو اہل جنت کہیں گے: وہ کیا ہے؟ کیا تو نے ہمارے نیک اعمال کے وزنوں کو بھاری نہیں کر دیا اور ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا، ہمیں جنت میں داخل نہیں فرما دیا اور ہمیں جہنم سے دور نہیں ہٹا دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پس ان کے لیے حجاب اٹھا دیا جائے گا اور وہ اپنے رب کریم کے چہرۂ قدرت کو دیکھنے لگیں گے۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے انہیں کوئی شے عطا نہیں فرمائی جو ان کے نزدیک اس کے چہرۂ قدرت کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو اور نہ ہی کوئی شے جو اس سے بڑھ کر ان کی آنکھوں کے لیے باعث طراوت و ٹھنڈک ہو۔ ''وَقَالَ: فَیَکْشِفُ لَهُمُ الْحِجَابُ فَیَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ فَوَ اللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمُ اللّٰهُ شَیْئًا اَحَبَّ اِلَیْهِمْ مِنَ النَّظْرِ اِلَیْهِ وَلَا اَقَرَّلَا عُیُنِهِمْ''(1)

امام دارقطنی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اَلزِّیَادَةُ: اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ اللّٰهِ ''یعنی زیادۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کا دیدار ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے الرؤیۃ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک منادی کو بھیجے گا جو یہ ندا دے گا۔ اے اہل جنت! اور اس کی یہ ندا اتنی بلند آواز کے ساتھ ہوگی کہ ان میں سے پہلے آدمی سے لے کر اہل جنت کے آخری فرد تک سب سنیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ اَلْحُسْنٰى اور زِیَادَةٌ کا وعدہ فرمایا ہے۔ پس اَلْحُسْنٰى تو جنت ہے اور زِیَادَةٌ رحمٰن کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھنا ہے(2)۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب الرؤیۃ میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اس آیت میں زِیَادَةٌ سے مراد رحمٰن کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھنا ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، ابن مردویہ، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب الرؤیۃ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ فرمایا لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِیَادَةٌ کے بارے استفسار کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا سے مراد اہل توحید ہے۔ اَلْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے اور زِیَادَةٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرہ قدرت کا دیدار ہے(4)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 124، بیروت	2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 123	3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 125	4۔ ایضاً

کے ضمن میں ارشاد فرمایا۔ جنہوں نے نیک عمل کیے یعنی لا الہ الا اللہ کی شہادت دی، اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت ہے اور زِیَادَۃٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے ''اَحْسَنُوْا شَهَادَةَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحُسْنٰى الْجَنَّةُ، اَلزِّيَادَةُ النَّظَرُ اِلَى اللّٰهِ''

امام ابوالشیخ، ابن مندہ نے الرد علی الجہمیہ میں، دارقطنی نے الرؤیۃ میں، ابن مردویہ، لالکائی، خطیب، اور ابن النجار رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مذکورہ آیت کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن لوگوں نے دنیا میں اچھے اعمال کیے ان کے لیے نیک جزا ہے اور وہ جنت ہے اور اس سے زیادہ بھی ہے اور وہ اللہ کریم کے چہرہ قدرت کی طرف دیکھنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے رب کی طرف بلا کیف، بلا حدود اور بغیر کسی صفت معلوم کے دیکھیں گے (یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ کے اس دیدار کو کسی کیفیت کے ساتھ مکیف کیا جا سکتا ہے نہ ہی وہ حدود میں محدود ہوگا اور نہ ہی کسی خاص معین صفت کے ساتھ متصف اور مقید ہوگا۔ رب کریم کی ذات ایسی تمام حدود و قیود سے مبرہ اور منزہ ہے) ''قَالَ: يَنْظُرُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمْ بِلَا كَيْفِيَّةٍ وَّلَا حُدُوْدٍ وَّلَا صِفَةٍ مَّعْلُوْمَةٍ''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے سیف البحر کہی اور اپنی آواز کو خوب بلند کیا۔ اس سے اس کا مقصود ریاء اور شہرت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی رضا اکبر لکھ لیتا ہے اور جس کے لیے اس نے رضا اکبر لکھ دی۔ تو وہ اسے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے دار میں جمع فرمائے گا۔ وہ جنت عدن میں اپنے رب کی طرف اس طرح دیکھیں گے جس طرح دنیا والے سورج اور چاند کی طرف ایسے دن میں دیکھتے ہیں جس میں نہ کوئی غبار ہو نہ بادل۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ پس اَلْحُسْنٰی تو لا الہ الا اللہ ہے اور زِیَادَۃٌ سے مراد جنت اور رب کریم کا دیدار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن منذر، ابومنذر، ابوالشیخ، دارقطنی، ابن مندہ نے الرد علی الجہمیہ میں، ابن مردویہ، لالکائی، آجری اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے الرؤیہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت اور زِیَادَۃٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرہ قدرت کا دیدار ہے (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حارث رحمہ اللہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اَلْحُسْنٰی'' سے مراد جنت اور ''زِیَادَۃٌ'' سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، دارقطنی، لالکائی، آجری اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت میں فرمایا: زِیَادَۃٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرہ قدرت کی طرف دیکھنا ہے (2)۔

امام ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، دارقطنی، لالکائی اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 23-122، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 122

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت ہے اور زِیَادَۃٌ سے مراد ان کا اپنے رب کے چہرہ قدرت کا دیدار کرنا ہے(1)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَحْسَنُوا سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت ہے اور زِیَادَۃٌ سے مراد رب کریم کے چہرۂ قدرت کا دیدار ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا یعنی وہ لوگ جنہوں نے یہ شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور ''اَلْحُسْنٰی'' سے مراد جنت ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اَلْحُسْنٰی اس سے مراد جنت ہے اور زِیَادَۃٌ تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرہ قدرت کی طرف دیکھنا ہے اور رہا ''القتر'' تو اس سے مراد سیاہی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الرؤیۃ میں حضرت حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ زِیَادَۃٌ یہ ایک موتی سے بنا ہوا کمرہ ہے، اس کے چار دروازے ہیں، اس کے کمرے اور دروازے ایک موتی سے بنے ہوئے ہیں(3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا یہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے۔ اَلْحُسْنٰی یہ جنت ہے ''زِیَادَۃٌ'' فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھنا ہے۔

امام ابن جریر اور دارقطنی رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو جو وہ چاہیں گے انہیں عطا کر دیا جائے گا۔ پھر انہیں کہا جائے گا، بلاشبہ تمہارے حق میں سے ایک شے ابھی تک باقی ہے جو تمہیں عطا نہیں کی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے لیے (اپنی شان قدرت کے مطابق) ظاہر ہوگا تو اس نعمت عظمیٰ کے مقابلہ میں وہ سب نعمتیں جو انہیں عطا کی گئیں وہ حقیر اور صغیر ہو جائیں گی۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی فرمایا اَلْحُسْنٰی جنت ہے اور زِیَادَۃٌ اس کا اپنے رب کریم کا دیدار کرنا ہے(4)۔

امام ابن جریر اور دارقطنی رحمہما اللہ نے حضرت عامر بن سعد بجلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ زِیَادَۃٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کا دیدار کرنا ہے(5)۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلْحُسْنٰی جنت ہے اور زِیَادَۃٌ رب عزوجل کے چہرہ قدرت کا دیدار کرنا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 123، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 126
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 125
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 124
5۔ ایضاً

دارقطنی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زِيَادَةٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کا دیدار ہے۔

امام ابن جریر اور دارقطنی رحمہما اللہ دونوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ زِيَادَةٌ سے مراد اللہ عزوجل کے چہرہ قدرت کا دیدار کرنا ہے(1)۔

امام ابن جریر اور دارقطنی رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الْحُسْنٰى جنت ہے اور زِيَادَةٌ سے مراد اللہ تعالیٰ عزوجل کے چہرہ قدرت کا طرف دیکھنا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور دارقطنی رحمہما اللہ دونوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے الْحُسْنٰى کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ جنت ہے اور رہا زِيَادَةٌ تو یہ رحمٰن کے چہرۂ قدرت کا دیدار کرنا ہے(3) فرمایا: پس اللہ تعالیٰ ان کے لیے ظاہر ہوگا یہاں تک کہ وہ اس کی طرف دیکھیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ یہ رب کریم کے اس ارشاد کی مثل ہے وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴿۳۵﴾ (ق) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ انہیں ان کے اعمال کی جزا عطا فرمائے گا اور اپنے فضل سے انہیں مزید بھی عطا فرمائے گا۔ اور فرمایا: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام: 160) ''جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لیے دس ہوں گی اس کی مانند'' (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى کی تفسیر میں فرمایا (کہ ان کے لیے جنہوں نے نیک عمل کیے) ان کی جزا بھی انہیں کی مثل ہوگی۔ اور فرمایا ''زِيَادَةٌ'' اس سے مراد مغفرت اور رضوان ہے(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت علقمہ بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ''الزیادہ سے مراد دس گنا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام: 160)(6)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ضمن میں کہا ہے کہ زِيَادَةٌ سے مراد یہ ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ اس کی مثل دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک ہے(7)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ زِيَادَةٌ سے مراد وہ ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں عطا کیا اور قیامت کے دن اس کے بارے ان سے حساب نہیں لے گا(8)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الرؤیۃ میں حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر میں اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک جامع کلام ہے، اس سے یہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے اور وہ بھی(9)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 125، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 122
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 124
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 125
5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 126
6۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 125
7۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 127
8۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 126
9۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 312، دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان کے چہروں کو نہیں ڈھانپے گی۔ ''قتر'' چہروں کی سیاہی (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے چہروں پر رسوائی نہیں چھائی ہوئی ہوگی۔

امام ابوالشیخ نے ابن مردویہ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ کی تفسیر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کی ہے کہ ان کے اللہ عزوجل کی طرف دیکھنے کے بعد (نہ ان کے چہروں پر رسوائی کا غبار چھائے گا اور نہ ان پر ذلت کا اثر ہوگا)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور دارقطنی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے بھی اس کی تفسیر میں یہی قول نقل کیا ہے کہ ان کے اپنے رب کا دیدار کرنے کے بعد (نہ ان کے چہروں پر رسوائی کا غبار چھائے گا اور نہ ان پر ذلت کا اثر ہوگا) (2)

وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٧﴾

''اور جنہوں نے برے کام کیے تو برائی کی سزا اس جیسی ہوگی اور چھارہی ہوگی ان پر ذلت، نہیں ہوگا ان کے لیے اللہ (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا گویا ڈھانپ دیئے گئے ہیں ان کے چہرے کالی رات کے کسی ٹکڑے سے۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جنہوں نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا تو اس برائی کی سزا جہنم ہے۔ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ اور ذلت ان پر چھارہی ہوگی۔ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا گویا کہ ان کے چہرے رات کے انتہائی سیاہ ٹکڑے کے ساتھ ڈھانپ دیئے گئے ہیں۔ اس کی ناسخ سورۂ بقرہ کی یہ آیت ہے۔ بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً (البقرہ: 81)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ کا معنی ہے ذلت اور شدت انہیں ڈھانپے ہوئے ہوگی (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ کا معنی ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 127، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ کا معنی ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ عَاصِمٍ سے مراد ''مددگار'' ہے اور قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ سے مراد رات کی تاریکی ہے (1)۔

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۞۲۸ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۞۲۹ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۞۳۰ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۞۳۱ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۞۳۲

''اور (ان کی پشیمانی کا تصور کرو) جس روز ہم جمع کریں گے ان سب کو (میدان حشر میں) پھر ہم حکم دیں گے مشرکوں کو اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ تم اور تمہارے جھوٹے معبود۔ پھر ہم منقطع کر دیں گے ان کے باہمی تعلقات اور کہیں گے ان کے معبود (اے مشرکو!) تم ہماری تو عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔ پس کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان کہ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں آزمالے گا ہر شخص جو اس نے آگے بھیجا تھا اور انہیں لوٹا دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ان کا مالک حقیقی ہے اور گم ہو جائے گا ان سے جو وہ افترا باندھا کرتے تھے۔ آپ پوچھیے کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور (کون) نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور کون ہے جو انتظام فرماتا ہے ہر کام کا؟ تو وہ (جواباً) کہیں گے اللہ! پس آپ کہیے (جب حقیقت یہ ہے) تو تم (شرک سے) کیوں نہیں بچتے۔ یہ ہے اللہ جو تمہارا حقیقی پروردگار ہے۔ پس حق کے بعد کیا ہے بجز گمراہی کے۔ پھر تمہیں (حق سے) کدھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 128، بیروت

موڑا جا رہا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حشر سے مراد موت ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا: فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ کا معنی ہے پس ہم ان کے درمیان تفریق ڈال دیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں پر ایک ایسی ساعت آئے گی جس میں انتہائی نرمی ہوگی اور مشرکین اہل توحید کے سامنے یہ اظہار کریں گے کہ ان کی مغفرت کر دی جائے گی۔ چنانچہ وہ کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام) "اس اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے نہ تھے ہم شرک کرنے والے"۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (الانعام) "دیکھو کیسا جھوٹ باندھا انہوں نے اپنے نفسوں پر اور گم ہو گئیں ان سے جو افترا بازیاں کیا کرتے تھے"۔ پھر اس کے بعد ایک ساعت ہوگی جس میں انتہائی شدت ہوگی۔ ان کے وہ الٰہ جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے انہیں نصب کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا یہ ہیں وہ جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے: ہاں۔ یہی ہیں جن کی ہم عبادت کرتے تھے تو وہ الٰہ انہیں کہیں گے: قسم بخدا! ہم نہ سنتے تھے، نہ دیکھتے تھے، نہ عقل رکھتے تھے اور نہ ہی ہم یہ جانتے تھے کہ تم ہماری عبادت کر رہے ہو۔ تو وہ جواباً کہیں گے: کیوں نہیں۔ قسم بخدا! ہم تمہاری ہی عبادت کرتے تھے تو ان کے الٰہ انہیں کہیں گے: فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ان کے لیے ان معبودان باطلہ کی تمثیل بنائی جائے گی جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے یہاں تک کہ وہ انہیں جہنم میں داخل کر دیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح قرأت کرتے تھے "هُنَالِكَ تَتْلُوْا" یعنی تاء کے ساتھ۔ فرمایا اس کا معنی ہے وہاں ہر شخص اتباع کرے گا اس عمل کی جو اس نے آگے بھیجا تھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی هُنَالِكَ نقل کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تتلو کا معنی اتباع کرنا اور پیچھے پیچھے چلنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تبلو بمعنی تختبر ہے۔ یعنی وہاں ہر شخص کو آزمایا جائے گا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 130، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 131

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَّآ اَسْلَفَتْ بمعنی عملت ہے یعنی جو اس نے کیا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا تبلو بمعنی تعاین ہے یعنی ہر شخص خود دیکھ لے گا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ جو عمل اس نے کیے۔ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ اور (گم ہو جائے گا ان سے) وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبودان باطلہ کو پکارا کرتے تھے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ وَ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اس کی ناسخ یہ آیت ہے: بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ (محمد) ”اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے اور کفار کا کوئی مددگار نہیں“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حرملہ بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ آپ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس کا امر یقین ہو؟ فرمایا: وہ حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ”پس حق کے بعد کیا ہے بجز گمراہی کے“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اشہب رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ شطرنج اور چوسر کھیلنے والے کی شہادت کے بارے میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ آدمی جو ہمیشہ ان کھیلوں میں مشغول رہتا ہے میں اس کی شہادت کو اچھا اور مفید خیال نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ۔ واللہ اعلم۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِیْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

”یونہی ثابت ہو چکی ہے آپ کے رب کی بات ان پر جو فسق و فجور کرتے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ کا معنی ہے آپ کے رب کی بات سبقت لے گئی ہے۔

ابوالشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ حَقَّتْ کا معنی صدقت ہے یعنی آپ کے رب کی بات سچی ہے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ یَّهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ یَهْدِیْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ یَّهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْۤ اِلَّاۤ اَنْ یُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ مَا یَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 132، بیروت

الْحَقِّ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ
يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ
الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۷ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ۝۳۸ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ
كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۹ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ
اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝۴۰

"(اے حبیب!) آپ پوچھیے کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ہے جو آغاز آفرینش بھی کرے پھر (فنا کے بعد) اسے لوٹا بھی دے۔ آپ ہی فرمائیے اللہ ہی آفرینش کی ابتدا بھی کرتا ہے اور (فنا کے بعد) اسے لوٹاتا بھی ہے۔ پس (ہوش کرو) تم کدھر پھرے جاتے ہو آپ پوچھیے کیا تمہارے معبودوں میں سے کوئی حق کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے (خود ہی جواباً) فرمائیے اللہ ہی حق کی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔ تو کیا جو راہ دکھائے حق کی وہ زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو خود ہی راہ نہ پائے مگر یہ کہ اس کی رہنمائی کی جائے۔ (اے مشرکین!) تمہیں کیا ہو گیا؟ تم کیسے غلط فیصلے کرتے ہو؟ اور نہیں پیروی کرتے ان میں سے اکثر مگر محض وہم و گمان کی۔ بلاشبہ وہم و گمان بے نیاز نہیں کر سکتا حق سے ذرہ بھر۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور نہیں ہے یہ قرآن کہ گھڑ لیا گیا ہو اللہ تعالیٰ (کی وحی آئے بغیر) بلکہ یہ تو تصدیق کرنے والا ہے اس وحی کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہے اور الکتاب کی تفصیل ہے ذرا شک نہیں اس میں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے (اتری) ہے کیا یہ (کافر) کہتے ہیں کہ اس نے خود گھڑ لیا ہے اسے۔ آپ فرمائیے پھر تم بھی لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور (امداد کے لیے) بلا لو جن کو تم بلا سکتے ہو اللہ تعالیٰ کے علاوہ، اگر تم (اپنے الزام میں) سچے ہو بلکہ انہوں نے جھٹلایا اس چیز کو جسے وہ پوری طرح نہ جان سکے اور نہیں آیا ان کے پاس اس کا انجام۔ اسی طرح (بے علمی سے) جھٹلایا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے پھر دیکھو کیسا انجام ہوا ظالموں کا اور ان میں سے کچھ ایمان لائیں گے اس پر اور ان میں سے کچھ ایمان نہیں لائیں گے اس پر اور آپ کا رب خوب جانتا ہے مفسدوں کو"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے

ارشاد باری تعالیٰ اَمَّنۡ لَّا يَهِدِّيۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّهۡدٰى کی تفسیر میں فرمایا: (یا وہ جو خود ہی راہ نہ پائے مگر یہ کہ اس کی راہنمائی کی جائے) اس سے مراد بت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کے سوا جس کی چاہے راہنمائی فرماتا ہے (1)۔

وَ اِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلۡ لِّىۡ عَمَلِىۡ وَلَـكُمۡ عَمَلُكُمۡ‌ ۚ اَنۡـتُمۡ بَرِيۡٓـــُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُوۡنَ اِلَيۡكَ‌ؕ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡظُرُ اِلَيۡكَ‌ؕ اَفَاَنۡتَ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾

''اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو فرما دیجئے میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل۔ تم بری الذمہ ہو اس سے جو میں کرتا ہوں، اور میں بری الذمہ ہوں اس سے جو تم کرتے ہو اور ان میں سے کچھ (بظاہر) کان لگاتے ہیں آپ کی طرف۔ تو کیا آپ سناتے ہیں بہروں کو خواہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہو اور ان میں سے کچھ (بظاہر) دیکھتے ہیں آپ کی طرف۔ تو کیا آپ راہ دکھاتے ہیں اندھوں کو خواہ وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے وَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلۡ لِّىۡ عَمَلِىۡ...... الآیہ کے ضمن میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم دیا، پھر اسے منسوخ کر دیا۔ پھر آپ کو ان کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم فرمایا (2)۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ النَّاسَ شَيۡـئًا وَّلٰـكِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر ذرہ برابر لیکن لوگ ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے میرے بندے میں نے اپنے اوپر ظلم حرام قرار دیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ پس تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ كَاَنۡ لَّمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ‌ؕ قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ ﴿۴۵﴾

''اور جس روز اللہ تعالیٰ جمع کرے گا انہیں (وہ خیال کریں گے) گویا وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے مگر ایک گھڑی دن کی، پہچانیں گے ایک دوسرے کو (تب حقیقت کھلے گی کہ) گھاٹے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اور وہ ہدایت یافتہ نہیں تھے''۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوالشیخ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے يَتَعَارَفُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ کی تفسیر میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 135، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 138

فرمایا کہ آدمی اپنے ساتھی کو اپنے پہلو میں پہچان لے گا لیکن اس کے ساتھ کلام کرنے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ
اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ۝٤٦ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ
قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝٤٧ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤٨ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا
مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ
سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝٤٩ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ
نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝٥٠ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۭ
آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝٥١ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝٥٢ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ
اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝٥٣ وَلَوْ اَنَّ
لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا
رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝٥٤ اَلَآ اِنَّ
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٥٥ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٥٦

"اور خواہ ہم دکھادیں آپ کو کچھ (عذاب) جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے ان سے یا (پہلے ہی) ہم اٹھالیں آپ کو۔ ہر حالت میں ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پھر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اس پر جو وہ کرتے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک رسول ہے پس جب آیا ان کا رسول (اور انہوں نے اس کو جھٹلایا) تو فیصلہ کر دیا گیا ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ (عذاب کا) وعدہ اگر تم سچے ہو آپ کہیے نہیں مالک ہوں میں اپنے آپ کے لیے ضرر کا اور نہ نفع کا مگر جتنا چاہے اللہ تعالیٰ۔ ہر قوم کے لیے میعاد مقرر ہے جب آئے گی ان کی مقرر میعاد تو نہ وہ پیچھے رہ سکیں گے ایک لحہ اور نہ آگے بڑھ سکیں گے آپ فرمائیے (اے منکرو!) ذرا غور

تو کرو اگر آجائے تم پر اس کا عذاب راتوں رات یا دن دہاڑے (تو تم کیا کر لو گے) کس چیز کا جلدی مطالبہ کر رہے ہیں اس سے مجرم کیا جب عذاب نازل ہو جائے گا تب ایمان لاؤ گے اس پر۔ (فرشتے انہیں کہیں گے) اب (آنکھیں کھلیں) تم تو اس عذاب کے لیے بڑی جلدی مچا رہے تھے۔ پھر کہا جائے گا ظالموں سے کہ چکھو (اب) دائمی عذاب (کا مزہ) یا تمہیں بدلہ دیا جائے گا بجز اس کے جو تم کمایا کرتے تھے۔ اور وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے کیا یہ واقعی سچ ہے؟ آپ فرمایئے ہاں! بخدا یہ سچ ہے اور تم (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور اگر ہر ظالم شخص کے لیے روئے زمین کی دولت ہو تو بھی وہ ساری دولت بطور فدیہ دے دے اور وہ ظالم دل ہی دل میں پچھتانے لگے، جب دیکھا انہوں نے عذاب کو اور فیصلہ کر دیا گیا ان کے درمیان انصاف سے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا سن لو! بے شک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ سن لو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَ اِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ کی تفسیر میں فرمایا: اور خواہ ہم دکھا دیں آپ کی زندگی میں عذاب کی تلخی اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ یا پہلے ہی ہم آپ کو اٹھالیں۔ فَاِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ہر حالت میں ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے۔ اور اس ارشاد گرامی وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ کے بارے فرمایا۔ قیامت کے دن (انہوں نے ہماری طرف ہی لوٹنا ہے) (1)

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾

"اے لوگو! آ گئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کی طرف سے اور (آ گئی ہے) شفا ان روگوں کے لیے جو سینوں میں ہیں اور (آ گئی ہے) ہدایت اور رحمت اہل ایمان کے لیے"۔

امام طبرانی اور ابو الشیخ دونوں نے حضرت ابو الاحوص سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی: میرا بھائی اپنے پیٹ میں درد کی شکایت کر رہا ہے اور اس کے لیے شراب تجویز کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے ناپاک اور پلید چیز میں شفا نہیں رکھی۔ بلاشبہ شفا دو چیزوں میں ہے قرآن کریم اور شہد۔ ان دونوں میں ان تمام بیماریوں کے لیے شفاء ہے جو سینوں میں ہیں اور (یہ دونوں) لوگوں کے لیے باعث شفاء ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو سینوں کے روگوں کے لیے باعث شفا بنایا ہے اور تمہارے امراض کے لیے اسے شفا نہیں بنایا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کی: میں اپنے سینے میں درد محسوس کرتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھا کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ**۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے حلق میں درد کی شکایت کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے اوپر قرآن پڑھنا لازم کرلے(1)۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن کریم میں ہے کہ دو چیزیں باعث شفا ہیں: ایک قرآن اور دوسرا شہد۔ پس قرآن سینوں کے روگوں کے لیے باعث شفاء ہے اور شہد ہر بیماری کے لیے باعث شفاء ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے مریض کے پاس جب قرآن کریم پڑھا جائے تو وہ اپنے لیے آسانی اور راحت پاتا ہے۔ سو میں حضرت خیثمہ کے پاس ان کی بیماری کی حالت میں گیا اور میں نے کہا: بلاشبہ میں تجھے اچھا اور صحت مند دیکھ رہا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: آج میرے پاس قرآن کریم پڑھا گیا ہے(2)۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۵۸

”(اے حبیب!) آپ فرمائیے یہ کتاب محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے نازل ہوئی ہے، پس چاہیے کہ اسی پر خوشی منائیں۔ یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں“۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے المصاحف میں، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھ پر قرآن پڑھوں۔ تو میں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرا نام لے کر کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو پھر حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا تمہیں اس سے خوشی ہوئی؟ تو انہوں نے جواب دیا: کون سی شے مجھے اظہار فرحت سے روک سکتی ہے؟ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ** آپ نے اسی طرح اس آخری لفظ کو تاء کے ساتھ پڑھا ہے(3)۔

امام طیالسی، ابوداؤد، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح پڑھایا ہے: **فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا** یعنی تاء کے ساتھ۔

1۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد2، صفحہ 519 (2580) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد2، صفحہ 518 (2579)
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد5، صفحہ 314، دارالصمیعی الریاض

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ تاء کے ساتھ قرأت کرتے تھے۔ یعنی ''فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا تَجْمَعُوْنَ''(1)

امام ابن ابی عمر عدنی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس طرح قرأت فرماتے تھے۔ ''فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا''

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فضل قرآن ہے اور اس کی رحمت یہ ہے کہ اس نے انہیں اہل قرآن بنایا۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسلام ہے(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فضل اسلام ہے اور اس کی رحمت قرآن ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد قرآن ہے اور اس کی رحمت یہ ہے کہ اس نے انہیں اہل قرآن بنایا(4)۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فضل علم ہے اور اس کی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ (الانبیاء)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فضل اللہ سے مراد اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مراد قرآن کریم ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فضل اور رحمت دونوں سے مراد قرآن کریم ہے(6)۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد قرآن کریم ہے اور رحمۃ سے مراد اسلام ہے(7)۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ہلال بن یسار رحمہ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد وہ اسلام ہے جس کے ذریعہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور رحمۃ سے مراد وہ قرآن ہے جو اس نے تمہیں سکھایا(8)۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ہلال بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد اسلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 146، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 317
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 145
4۔ ایضاً
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 132 (30070) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 145
7۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 145
8۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 144

اور رحمہ سے مراد قرآن ہے(1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے(2)۔

امام خطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رحمۃ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابوالقاسم بن بشران رحمہ اللہ نے امالیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی راہنمائی اسلام کی طرف فرمائی اور اسے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا۔ پھر اس نے فاقہ کی شکایت کی۔ تو اللہ تعالیٰ فقر اس کی آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا یہاں تک کہ وہ اسے جا ملے گا۔ پھر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ یعنی یہ اس سامان دنیا اور مال و متاع سے بہتر ہے جو اموال وہ جمع کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن کعب رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا: جب تو کوئی نیک اور اچھا عمل کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو اس پر اظہار خوشی کیا کر۔ پس یہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو وہ سامان دنیا میں جمع کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اظہار مسرت کرنا بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں مثلاً اموال، کھیتی اور چوپائے وغیرہ(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ایفع الکلاعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب عراق کا خراج حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کا غلام دونوں نکلے اور اونٹوں کو گننے لگے لیکن وہ اس سے بہت زیادہ تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہ کہنے لگے: الحمد للہ۔ اور آپ کا خادم یہ کہنے لگا: قسم بخدا! یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا ہے یہ وہ نہیں ہے۔ جس کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ...... الایہ۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝٥٩ وَ مَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝٦٠

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 1144، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 145

”آپ فرمایئے بھلا بتاؤ تو جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اتارا۔ پس بنالیا تم نے اس سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال۔ پوچھیے کیا اللہ تعالیٰ نے (ایسا کرنے کی) تمہیں اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو اور کیا گمان ہے ان لوگوں کا جو افتراء کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹا کہ قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرماتا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اہل شرک ہیں۔ وہ کھیتی اور چوپاؤں میں سے جن کے بارے چاہتے انہیں حلال قرار دیتے تھے اور جنہیں چاہتے انہیں حرام قرار دے دیتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید مولی ابی اسید انصاری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل مصر کا ایک وفد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی: مصحف لیجئے اور السابعہ کھولیے، وہ سورہ یونس کو السابعہ کا نام دیتے تھے۔ پس آپ نے یہ سورت پڑھی جب آپ اس آیت پر پہنچے: قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا تو انہوں نے آپ سے عرض کی: ٹھہر جایئے۔ آپ کا کیا خیال ہے جو آپ نے سرکاری چراگاہیں بنا رکھی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے یا آپ اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اسے جاری رکھیے کیونکہ یہ آیت تو اس اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رہا مسئلہ چراگاہوں کا تو یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے بنوائی تھیں۔ اور جب مجھے والی بنایا گیا اور صدقہ کے اونٹوں میں اضافہ ہوا، تو میں نے چراگاہوں میں اضافہ کر دیا (2)۔

وَ مَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ وَ مَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ وَ لَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۱﴾

”اور نہیں ہوتے آپ کسی حال میں اور نہ آپ تلاوت کرتے ہیں اس حال میں کچھ قرآن اور (اے لوگو!) نہ تم کچھ عمل کرتے ہو مگر (ہر حال میں) ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب بھی تم شروع ہوتے ہو کسی کام میں۔ اور نہیں چھپا ہوتا آپ کے رب سے ذرہ برابر بھی زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہیں کوئی چھوٹی چیز اس ذرہ سے اور نہ بڑی مگر وہ روشن کتاب (لوح محفوظ) میں ہے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِذْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 147، بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 520 (37690) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ کا معنی ہے" اذ تفعلون "یعنی جب بھی تم کوئی کام کرتے ہو(1)۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ مَا يَعْزُبُ کا معنی ہے" وہ پوشیدہ اور چھپا ہوا نہیں ہوتا" (مایغیب)(2)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح نقل کیا ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ کا معنی ہے اور آپ کے رب سے ذرہ کے وزن برابر بھی وہ غیب نہیں ہوگا۔ وَ لَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ فرمایا: یہ وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

" سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے"۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ علیہ السلام وہ اولیاء اللہ کون ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت دنیا کے باطن کی طرف دیکھتے ہیں جب کہ عام لوگ اس کے ظاہر کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور وہ ہیں جو دنیا کے انجام کی طرف دیکھتے ہیں جب کہ لوگ اس کی ابتدا کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور وہ دنیا کی ان چیزوں کو مار دیتے ہیں جن کے بارے انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ وہ انہیں مار دیں گی اور ایسی چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں جن کے بارے وہ یہ جانتے ہیں کہ عن قریب وہ انہیں چھوڑ دیں گی۔ پس ان کے نزدیک دنیا کی کثرت کی طلب قلت کی طلب ہوتی ہے۔ ان کا دنیا کو یاد کرنا موت ہوتی ہے۔ دنیا کی کسی شے کے سبب انہیں پہنچنے والی فرحت حزن اور غم ہوتا ہے۔ دنیا کی نعمتوں میں سے جو انہیں عارض ہو وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بغیر حق کے دنیوی رفعتوں میں سے جو انہیں عارض ہو وہ اسی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ دنیا کو گراتے ہیں اور اس کے عوض اپنی آخرت کو بناتے ہیں۔ وہ دنیا کو بیچتے ہیں اور اس کے عوض وہ چیز خریدتے ہیں جو ان کے لیے باقی رہتی ہے۔ وہ دنیا کو چھوڑتے ہیں اور اسے چھوڑنے کے سبب وہ خوش ہوتے ہیں۔ وہ اسے بیچتے ہیں اور اسے بیچنے کے سبب وہ نفع کمانے والے ہوتے ہیں۔ انہوں نے اہل دنیا کو نیچے گرا پڑا دیکھا ہے کہ ان پر کئی زمانے گزر گئے ہیں۔ پس انہوں نے موت کے ذکر کو پسند کیا اور زندگی کے ذکر کو چھوڑ دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، اس کے نور سے روشنی طلب کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ روشن کرتے ہیں۔ ان کے لیے عجیب خبر ہے اور ان کے پاس خبر عجیب ہے۔ ان کے ساتھ کتاب قائم ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 149، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 151 3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 153

اور کتاب کے ساتھ وہ قائم ہیں ان کے ساتھ کتاب گفتگو کرتی ہے اور اس کتاب کے ساتھ وہ گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے سبب کتاب کا علم ہے اور اس کے سبب وہ عالم ہیں۔ جس چیز کو انہوں نے نہیں پایا اسے پانے کی وہ خواہش نہیں رکھتے اور جس شے کی وہ امید رکھتے ہیں اس سے کم کی وہ آرزو نہیں کرتے اور جن چیزوں سے وہ خود احتیاط اور پرہیز کرتے ہیں ان کے سوا وہ کوئی خوف نہیں رکھتے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے ''هُمُ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللَّهُ'' (2)

امام طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع اور موقوف دونوں طرح روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو ان کے دیدار کے سبب اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اولیاء اللہ کو دیکھنے کے سبب بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگتا ہے (3)۔

امام ابن مبارک، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے (4)۔

امام ابوالشیخ نے مسعر کی سند سے حضرت سہل بن اسد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔

امام ابن مردویہ نے مسعر بن اخنس کی سند سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا گیا اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابوالضحیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری کر دے (5)۔

امام احمد، ابن ماجہ، حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے اسماء بنت یزید سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اخیار اور اولیاء کے بارے خبر نہ دوں؟ تمام نے عرض کی: کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے با کمال (اولیا) وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے (6)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اللہ

1۔ کتاب الزہد، باب من مواعظ عیسیٰ علیہ السلام، صفحہ 78، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 153، بیروت

3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 152 4۔ نوادر الاصول، باب فی علامات اولیاء اللہ، صفحہ 140، دار صادر بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 195 (35279) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

6۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، جلد 4، صفحہ 473 (4119) دار الکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، نہ وہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء ہیں۔ لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب اور مجلس کے سبب انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ پس ایک اعرابی اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر سامنے بیٹھ گیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں ان کے اوصاف بتایئے۔ ہمارے لیے انہیں وضاحت سے بیان فرمایئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ ایسی قوم ہے جو قبائل سے دور مختلف اطراف کے لوگ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے گا اور وہ ان پر بیٹھیں گے۔ لوگ خوف زدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔ وہی وہ اولیاء اللہ ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" قَالَ: مِنْ اِفْنَاءِ النَّاسِ مِنْ نِزَاعِ الْقَبَائِلِ قَوْمٌ فِي اللّٰهِ وَتَحَابُّوْا فِي اللّٰهِ، يَضَعُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ فَيُجْلِسُهُمْ، يَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُوْنَ، هُمْ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"

امام احمد اور حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بندہ صریح ایمان کا حق ادا نہیں کر سکے گا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہی کسی سے بغض رکھے۔ اور جب کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھتا ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ بے شک میرے بندوں میں سے میرے دوست اور میری مخلوق میں سے میرے محبوب وہ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا ہوں (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے شریر وہ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں، دوستوں کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہیں اور گناہ سے بری لوگوں کو گناہ کا الزام دیتے ہیں (2)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے خیار اور باکمال لوگ وہ ہیں کہ جن کی رؤیت تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے ان کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کردے۔ اور ان کا عمل آخرت کی جانب تمہیں راغب کردے (3)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن کے ساتھ ہمارا بیٹھنا اچھا اور بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جسے دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلادے، جس کا بولنا تمہارے اعمال میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے (4)۔

1۔ مسند امام احمد مع شرح، جلد 3، صفحہ 430، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 227
3۔ نوادر الاصول، باب فی علامات اولیاء اللہ، صفحہ 140، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کون افضل ہے تاکہ ہم اسے ہم نشین اور معلم بنائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہ جب اسے دیکھا جائے تو اس رؤیت کے سبب اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔ قَالُوْا: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّنَا اَفْضَلُ کَیْ نَتَّخِذَہٗ جَلِیْسًا مُّعَلِّمًا؟ قَالَ: اَلَّذِیْ اِذَا رُئِیَ ذُکِرَ اللّٰہُ بِرُؤْیَتِہٖ''

امام ابوداؤد، ہناد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ہیں جن پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کرتے ہیں۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ وہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو بغیر اموال وانساب کے خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں انہیں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی جب لوگ گھبرا رہے ہوں گے اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ جب لوگ غمزدہ ہوں گے پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے مقام و مرتبہ پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ وہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قوم ہے جو اموال وانساب کے تعلق کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ نور کے منبروں پر ان کے چہرے منور اور روشن ہوں گے۔ انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف زدہ ہوں گے اور وہ غمگین نہیں ہوں گے جب لوگ غم زدہ ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے مذکورہ آیت طیبہ پڑھی (2)۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخوان میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب اور ان کی مجالست پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ایک اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ان کے اوصاف بیان فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دور دراز قبائل کے مسافر اور لوگوں کی اولاد میں سے متفرق لوگ ہیں۔ ان کے درمیان باہم قرابتداری کا کوئی رشتہ موجود نہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وہ ایک دوسرے کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے لیے نور کے منبر بچھائے گا اور وہ ان پر بیٹھیں گے۔ لوگ گھبرا جائیں گے اور انہیں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ وہی اولیاء اللہ ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (4)۔

1۔ نوادر الاصول، باب فی علامات اولیاء اللہ، صفحہ 141، بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 486 (8998) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 485 (8997)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میری محبت میری رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے ثابت ہو چکی ہے۔ میری رضا کے لیے باہم ملاقات کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے اور میری رضا کے لیے باہم مل کر بیٹھنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میری مساجد کو میرے ذکر سے آباد کرتے ہیں، لوگوں کو خیر اور نیکی کی تعلیم دیتے ہیں اور انہیں میری اطاعت وفرمانبرداری کی طرف بلاتے ہیں۔ وہی میرے اولیاء ہیں جنہیں میں اپنے عرش کے سائے میں سایہ عطا فرماؤں گا، انہیں اپنے جوار میں سکونت عطا کروں گا، انہیں اپنے عذاب سے محفوظ رکھوں گا اور انہیں عام لوگوں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل کروں گا۔ وہ اس میں طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ آیت طیبہ پڑھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد رحمہما اللہ نے زوائد المسند میں حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں حضرت معاذ بن جبل سے حمص میں ملا۔ تو میں نے کہا: قسم بخدا! بلاشبہ میں تجھ سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا تجھے بشارت ہو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والے اس دن عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان کے مقام و مرتبہ کے سبب انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ پھر میں نکلا اور میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے جا ملا اور میں نے ان کے ساتھ گفتگو کی جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہی۔ تو پھر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے۔ میری خوشنودی کے لیے باہم ملاقات کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے۔ اور میری رضا میں خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے۔ وہ نور کے منبروں پر ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام اور صدیقین ان پر رشک کریں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے سرخ یاقوت کے ستون

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 45 (34100) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہوں گے اور ستون کے سرے میں ستر ہزار کمرے ہیں۔ ان کا حسن اہل جنت کو اس طرح روشن کر دے گا جس طرح سورج اہل دنیا کو روشن کرتا ہے۔ تو ان میں بعض بعض کو کہیں گے: ہمیں لے چلو یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا میں باہم محبت کرنے والوں کو دیکھ لیں۔ پس جب وہ اس پر جھانکیں گے، تو ان کا حسن اہل جنت کو اس طرح روشن کر دے گا جس طرح سورج اہل دنیا کو روشن کرتا ہے وہ اطلس کے سبز کپڑے پہنے ہوں گے اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا: یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے ہیں۔ ''هٰٓؤُلَآءِ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ'' (1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن سابط سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ رحمٰن کی دائیں جانب اور اللہ تعالیٰ کے دونوں دست قدرت دائیں ہی ہیں۔ نور کے منبروں پر ایک قوم ہوگی۔ ان کے چہرے نور ہوں گے اور ان پر سبز لباس ہوگا۔ دیکھنے والوں کی آنکھوں کے لیے ان کی رؤیت سے حجاب بن جائے گا۔ وہ نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء۔ یہ قوم ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت جلال کے سبب اس وقت باہم محبت کی جب کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی تھی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علاء بن زیاد رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ بندے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء۔ لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب کے سبب انبیاء علیہم السلام اور شہداء پوچھیں گے۔ یہ کون ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہی وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی مالی منفعت کے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، وہ ایک دوسرے کے ساتھ مال کی مہربانی کرتے تھے حالانکہ ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ تھی (3)۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر باہم محبت کرنے والوں کے کمرے جنت میں ہم اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ وہ ستارہ جو مشرق یا مغرب کی جانب سے طلوع ہوتا ہے۔ تو کہا جائے گا: یہ کون ہیں؟ جواب دیا جائے گا: یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والے ہیں (4)۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾

''انہیں کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں، نہیں بدلتیں اللہ تعالیٰ کی باتیں یہی بڑی کامیابی ہے''۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں عطاء بن یسار سے اور انہوں نے

1۔ نوادر الاصول، باب غرف فی الجنۃ ومراتب الدرجات، صفحہ 273، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 45 (34095) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً (34096)

4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 87، دار صادر بیروت

اہل مصر میں سے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس کے بارے کسی نے بھی مجھ سے نہیں پوچھا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا ہے اور آپ ﷺ نے اس وقت مجھے فرمایا تھا کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے تیرے سوا کسی نے بھی اس کے بارے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ یہ اچھے خواب ہیں جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا مسلمان کو دکھائے جاتے ہیں۔ پس یہ دنیوی زندگی میں اس کے لیے بشارت ہے اور آخرت میں اس کے لیے بشارت جنت ہے(1)۔

امام طیالسی، احمد، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ، ہیثم بن کلیب شامی، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سچے خواب ہیں، جو مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں(2)۔

امام احمد، ابن جریر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھے خواب ہیں جن کے سبب مومن کو بشارت دی جاتی ہے اور یہ نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہیں۔ پس جو انہیں دیکھے۔ اسے چاہیے کہ وہ ان کے بارے محبت اور دوستی رکھنے والے کو بتائے اور جو کوئی ان کے علاوہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی جانب سے ہوگا، تاکہ وہ اسے غم زدہ کردے۔ اسے چاہیے کہ اپنی بائیں جانب، تین بار تھوک دے اور خاموش رہے اور اس کے بارے کسی کو نہ بتائے(3)۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے حضور نبی مکرم ﷺ سے یہ ارشاد روایت کیا۔ ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ دنیا میں اچھے خواب ہیں جو ایک نیک بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں اور آخرت میں جنت ہے(4)۔

امام ابن سعد، بزار، ابن مردویہ اور خطیب نے المتفق والمفترق میں کلبی رحمہم اللہ کی سند سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ بن رباب سے بیان کیا ہے (اور یہ انصاری نہیں ہیں) کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اچھے خواب ہیں جنہیں مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں(5)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ، ابوالقاسم بن مندہ نے کتاب سوال القبر میں ابوجعفر کی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ جنگل کے رہنے والوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے کچھ فرمایئے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 154

3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 155 4۔ ایضاً 5۔ طبقات کبریٰ، جلد 3، صفحہ 574، دار صادر بیروت

اچھے خواب ہیں جو مومن کو دکھائے جاتے ہیں اور ان کے سبب اسے دنیا میں بشارت دی جاتی ہے۔ رہا ارشاد گرامی فِي الْاٰخِرَةِ تو یہ موت کے وقت مومن کے لیے بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اور اسے جو تجھے قبر تک اٹھا کر لایا ہے معاف فرما دیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسفیان رحمہ اللہ کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے اسی ارشاد باری تعالیٰ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بارے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا، یہ اچھے خواب ہیں جو مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں اور آخرت میں جنت ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے الْبُشْرٰی کے بارے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اچھا خواب ہے جو ایک مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ اچھا خواب ہے جسے مسلمان اپنی ذات کے لیے یا اپنے بھائیوں میں سے کسی کے لیے دیکھتا ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے مرض وصال کے دوران پردہ اٹھایا۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مبشرات نبوت میں سے کوئی شے باقی نہیں رہی سوائے اچھے خوابوں کے جنہیں مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوائے مبشرات کے میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا وہ اچھے خواب ہیں (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نبوت ختم ہو چکی ہے۔ میرے بعد کوئی نبوت نہیں اور مبشرات باقی ہیں اور وہ مسلمان کے اچھے خواب ہیں جنہیں وہ دیکھتا ہے یا جو اسے دکھائے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت دونوں ختم ہو چکی ہیں، میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی۔ البتہ مبشرات ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: وہ مسلمان کے خواب ہیں اور یہ نبوت کے اجزا میں سے ایک جز ہیں (4)۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 158، بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 173 (30454) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 322 (1068) دارالصمیعی الریاض 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 173 (30457) مدینہ منورہ

فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہے اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد مبشرات کے سوا نبوت میں سے کوئی شے باقی نہیں رہے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسو ل اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: یہ اچھے خواب ہیں جنہیں ایک آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں (1)۔

امام ابن ماجہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ام کندالکعبیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور مبشرات باقی ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب زمانہ قریب ہے تو قریب نہیں کہ مومن کا خواب جھٹلا دیا جائے اور ان میں سے جو زیادہ سچ بولنے والا ہوگا۔ اسی کا خواب زیادہ سچا ہوگا۔ مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ اور خواب تین قسم کے ہیں۔ پس اچھے خواب تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہیں۔ ایک وہ خواب ہے جس سے شیطان غم زدہ کرتا ہے۔ اور ایک وہ خواب جس کے سبب آدمی اپنے آپ سے بات کرتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اٹھے اور تھوک دے اور اس کے بارے لوگوں سے گفتگو نہ کرے۔ حالت خواب میں قید پسندیدہ ہے اور ہتھکڑی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ اور قید سے مراد دین میں ثابت قدم رہنا ہے (3)۔ ابن ماجہ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے خوش کرے تو اسے چاہیے کہ اگر وہ پسند کرے تو اسے بیان کرے اور اگر کوئی ناپسندیدہ شے دیکھے تو پھر اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے اور چاہیے کہ اٹھے اور نماز پڑھے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہے (4)۔

امام بخاری، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے سنا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو گا۔ پس اس چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اور اسے بیان بھی کرے۔ اور جب کوئی اس کے سوا دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو شیطان کی جانب سے ہوگا۔ تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کرے۔ کیونکہ وہ اسے کوئی نقصان نہیں دے گا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اچھا خواب چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ کے

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 129، دار صادر بیروت 2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب تعبیر الرؤیا، جلد 4، صفحہ 338 (3896) بیروت

3۔ سنن ترمذی، باب تعبیر الرؤیا، جلد 4، صفحہ 401 (2270) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ صحیح بخاری، باب الرؤیا الصالحۃ، جلد 2، صفحہ 1035، کراچی 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 1043، قدیمی کتب خانہ کراچی

الفاظ ہیں کہ وہ نبوت کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے(2)۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے مبشرات کے سوا نبوت میں سے کوئی شے باقی نہیں رہی۔ انہوں نے عرض کی مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا اچھے خواب(3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ خواب مبشرات میں سے ہے اور یہ نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ضمن میں حضرت عروہ نے کہا: اس سے مراد اچھا خواب ہے جس کو نیک بندہ دیکھتا ہے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد اچھا خواب ہے جسے بندۂ مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے(7)۔

امام حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حمید بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے بارے پوچھا۔ تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اچھا خواب ہے جو مومن اپنی ذات کے لیے دیکھتا ہے، یا اسے دکھایا جاتا ہے اور وہ ایک کلام ہے جو تیرا رب اپنے بندے سے اس کی حالت نیند میں کرتا ہے(8)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب وہ آدمی صبح کرے جس نے کوئی اچھا خواب دیکھا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے بارے ہمیں بتائے۔ کیونکہ ایک مسلمان آدمی جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا، اس کا اچھا خواب مجھے بتانا میرے نزدیک فلاں فلاں چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے(9)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابو داؤد، ترمذی اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو رزین رضی

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 338 (3895) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 337 (3894)
3۔ صحیح بخاری، باب الرؤیا الصالحۃ، جلد 2، صفحہ 1035، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 338 (3897)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 174 (30461) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 174 (30462)
7۔ ایضاً (30463)
8۔ نوادر الاصول، باب حقیقۃ الرؤیا، صفحہ 118، دار صادر بیروت
9۔ ایضاً، صفحہ 283 (مختصراً)

اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے اور جب تک وہ اسے بیان نہ کرے وہ اس آدمی پر اڑتا رہتا ہے اور جب وہ اسے بیان کردے تو وہ گر پڑتا ہے(1)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رؤیا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور حلم (خواب) شیطان کی جانب سے ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی ایسی شے دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ تو اسے چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے پھر اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے۔ تو یہ اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گی(2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عوف بن مالک اشجعی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رؤیا (خواب) تین قسم کے ہیں: شیطان کی جانب سے خوف زدہ کرنا، تاکہ وہ اس کے ذریعہ انسان کو غمگین کردے۔ اور خواب میں سے یہ امر بھی ہے کہ وہ بیداری کی حالت میں اپنے آپ سے جو باتیں کرتا ہے تو وہ وہی حالت خواب میں دیکھتا ہے اور خواب کی ایک قسم یہ ہے کہ وہ نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے(3)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت سمیر بن ابی واصل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے نیند کی حالت میں عتاب کرتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ ارشاد باری تعالیٰ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے ہی ہے۔ فرمایا: وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (الاحزاب) (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دو آیتیں ہیں جن کے ساتھ مومن کو اس کی موت کے وقت بشارت دی جائے گی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس) اور اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (فصلت:30)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابوالقاسم بن مندہ رحمہم اللہ نے کتاب سوال القبر میں بیان کیا ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ وہ مرنے سے پہلے جان لے گا کہ وہ کہاں ہوگا(5)۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زہری اور قتادہ رحمہما اللہ دونوں نے کہا: اس سے مراد موت کے وقت کی بشارت ہے(6)۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 345 (3914)

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب تعبیر الرؤیا، جلد 4، صفحہ 343 (3909) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 181، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 158

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 220 (35499) 6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 176، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حجاج نے خطبہ دیا اور کہا: کہ ابن زبیر نے کتاب اللہ کو بدل دیا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو اس کی طاقت رکھتا ہے نہ ابن زبیر۔ اس لیے کہ ارشاد گرامی ہے: لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ''اللہ تعالیٰ کے کلمات نہیں بدلتے''(1)۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦٥ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝٦٦

''اور نہ غم زدہ کریں آپ کو ان کی باتیں یقیناً ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے وہ سب کچھ سننے والا ہر چیز جاننے والا ہے خبردار بے شک اللہ کے ملک میں ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور کس کی پیروی کر رہے ہیں جو لوگ پکار رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا (دوسرے) شریکوں کو؟ نہیں پیروی کر رہے مگر وہ وہم گمان کی اور نہیں وہ مگر اٹکلیں دوڑا رہے ہیں''۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب انہیں اس دین سے کوئی نفع نہ ہوا جو دین آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے لے کر آئے اور وہ اپنے کفر پر ہی قائم رہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی گراں گزرا۔ تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم آیا جس میں اللہ تعالیٰ عتاب فرما رہا ہے: وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کہ جو وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے، سو اگر اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ چاہے تو وہ یقیناً ان پر غالب آجائے۔

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝٦٧ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِىُّ ؕ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٦٨ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ ۝٦٩ مَتَاعٌ فِى الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝٧٠

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 159، بیروت

’’وہی ہے جس نے بنائی تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اس میں اور روشن دن بنایا۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں۔ انہوں نے کہا بنالیا ہے اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا۔ وہ پاک ہے۔ وہ تو بے نیاز ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ نہیں تمہارے پاس کوئی دلیل اس (بیہودہ بات) کی، کیا بہتان باندھتے ہو اللہ تعالیٰ پر جس کا تمہیں علم ہی نہیں۔ آپ فرمائیے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے (چند روزہ) لطف اندوزی ہے دنیا میں پھر ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پھر ہم چکھائیں گے انہیں سخت عذاب بوجہ اس کے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے‘‘۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا کا معنی ہے اور دن کو روشن (بنایا) یعنی مبصر بمعنی منیر ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے پاس (اس بیہودہ بات) کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ یعنی اس میں ان بمعنی ما ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ
مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ
شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَ لَا
تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى
اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَ مَنْ
مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ
فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى
قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ
قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾

’’اور آپ پڑھ سنائیے انہیں نوح (علیہ السلام) کی خبر جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر گراں ہے تم پر میرا قیام اور میرا پندونصیحت کرنا اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے پس (سن لو) میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرلیا سو تم بھی کوئی متفقہ فیصلہ کرلو اپنے شریکوں سے مل کر پھر نہ ہو تمہارا یہ فیصلہ تم پر مخفی پھر کر گزرو میرے ساتھ (جو جی میں آئے) اور مجھے مہلت نہ دو۔ بایں ہمہ اگر تم منہ موڑے رہو تو نہیں طلب کیا میں نے تم سے کچھ اجر۔ نہیں میرا اجر

مگر اللہ کے ذمہ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں مسلمانوں سے۔ تو آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا پس ہم نے نجات دی انہیں اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے اور ہم نے بنا دیا انہیں ان کا جانشین اور ہم نے غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ ذرا دیکھو کیسا انجام ہوا ان کا جنہیں ڈرایا گیا تھا۔ پھر ہم نے بھیجے نوح (علیہ السلام) کے بعد اور رسول ان کی قوموں کی طرف پس وہ لائے ان کے پاس روشن دلیلیں تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے وہ جھٹلا چکے تھے پہلے۔ یونہی ہم مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اعرج رحمہ اللہ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: پس تم اپنے معاملہ کا فیصلہ کر لو اور اپنے شریکوں کو بھی بلا لو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ انہی الفاظ کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس چاہیے کہ تم اپنے ساتھ جمع کر لو۔ ان کے معاملہ کو اکٹھا کر لو۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غُمَّةً کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تم پر تمہارا فیصلہ گراں ثابت نہ ہو۔ پس تم فیصلہ کرو جو تم فیصلہ کرتے ہو(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَیَّ کا معنی ہے پھر میری طرف تیزی سے حملہ آور ہو وَ لَا تُنْظِرُوْنِ اور مجھے مہلت نہ دو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَیَّ کا معنی ہے۔ پھر میرے ساتھ وہ کر گزرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے(2)۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝۷۵ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۷۶ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝۷۷ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِ ؕ وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ ۝۷۸ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ۝۷۹ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝۸۰ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 177، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 165، بیروت

مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

''پھر ہم نے بھیجا ان رسولوں کے بعد موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیوں کے ساتھ تو فرعونیوں نے غرور و تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔ پھر جب آیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے تو انہوں نے کہہ دیا کہ یقیناً یہ کھلا جادو ہے موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا (عقل کے اندھو) کیا تم کہتے ہو (ایسی بات) حق کے متعلق جب وہ تمہارے پاس آیا (سوچو!) کیا یہ جادو ہے؟ اور نہیں کامیاب ہوتے جادوگر کہنے لگے کیا تم اس لیے آئے ہو ہمارے پاس تا کہ ہٹا دو ہمیں اس (دین) سے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اور ہو جائے صرف تم دونوں کے لیے بڑائی سرزمین (مصر) میں۔ اور ہم لوگ تو تم کو نہیں مانیں گے اور فرعون نے حکم دیا (فوراً) لے آؤ میرے پاس ہر ماہر جادوگر۔ پھر جب آ گئے جادوگر تو کہا انہیں موسیٰ (علیہ السلام) نے ڈالو (میدان میں) جو تم ڈالنے والے ہو۔ پھر جب ڈال دیا انہوں نے تو موسیٰ نے فرمایا: یہ جو تم لائے ہو یہ جادو ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ملیا میٹ کر دے گا اسے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں سنوارتا شریروں کے کام کو اور اللہ تعالیٰ حق کو حق کر دکھاتا ہے اپنے ارشادات سے اور خواہ ناپسند ہی کریں (اسے) مجرم''۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لِتَلْفِتَنَا کا معنی ہے ''لِتَلْوِيَنَا'' تا کہ تو ہمیں موڑ دے دور ہٹا دے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی لفظ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: تا کہ تم ہمیں ہمارے معبودوں سے روک دو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ آیت میں الْكِبْرِيَآءُ کا معنی ہے عظمت، حکومت اور بادشاہی و غلبہ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے لیث بن ابی سلیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیات اللہ تعالیٰ کے اذن سے سحر (جادو) کے لیے باعث شفا ہے۔ آپ برتن میں پانی ڈال کر یہ آیات پڑھتے اور پھر وہ پانی اس آدمی کے سر پر انڈیلتے جس پر جادو کیا ہوتا۔ اس میں سورۂ یونس کی یہ آیات ہیں: فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ سے لے کر وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ تک اور سورۂ اعراف کی یہ آیات فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ (الاعراف) سے لے کر چار آیتوں کے آخر تک۔ اور یہ ارشاد اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ (طہ)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت

حروف اس طرح ہیں "مَا اَتَیْتُمْ بِهِ سِحْرٌ" اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: مَاجِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّیَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ
مَلَاۡىِٕهِمْ اَنْ یَّفْتِنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ
الْمُسْرِفِیْنَ۝۸۳ وَ قَالَ مُوْسٰى یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَیْهِ
تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ۝۸۴ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝۸۵ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ۝۸۶

"پس نہ ایمان لائے موسیٰ پر بجز ان کی قوم کی اولاد کے (وہ بھی) ڈرتے ہوئے فرعون سے اور اپنے سرداروں سے کہیں وہ انہیں بہکا نہ دے۔ اور واقعی فرعون بڑا سرکش (بادشاہ) تھا ملک میں اور واقعی وہ حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! اگر تم ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ پر تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم سچے مسلمان ہو۔ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ اے ہمارے رب! نہ بنا ہمیں فتنہ (کا موجب) ظالم قوم کے لیے اور نجات دے ہمیں اپنی رحمت سے کافروں (کے ظلم وستم) سے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّیَّةٌ کے ضمن میں فرمایا ہے: کہ ان کی تھوڑی سی اولاد موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ذُرِّیَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ کے ضمن میں آپ نے فرمایا کہ قوم سے مراد بنی اسرائیل ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا کہ ان کی اولاد موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی جس کی طرف آپ کو طویل زمانے سے بھیجا گیا تھا اور ان کے آباء واجداد مر گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اولاد جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی وہ قوم فرعون کے بنی اسرائیل کے لوگوں میں سے تھی۔ ان ہی میں سے فرعون کی بیوی، آل فرعون کے مومن، فرعون کا خازن اور اس کے خازن کی بیوی بھی ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، نعیم بن حماد نے الفتن میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ کے تحت حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ہمارے رب! تو انہیں ہم پر غلبہ نہ دے کیوں کہ وہ ہمیں فتنوں میں ڈالتے رہیں گے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 172 3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 327، دار الصمیعی الریاض

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اے ہمارے رب! تو ہمیں قوم فرعون کے ہاتھوں عذاب نہ دے اور نہ ہی اپنی جانب سے عذاب میں مبتلا کر۔ پس قوم فرعون کہے گی: اگر وہ حق پر ہوتے تو وہ عذاب نہ دیئے جاتے اور ہم ان پر غالب نہ آتے۔ پس وہ ہمارے سبب فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس قول رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے التجاء کی کہ وہ ہم پر ہمارے دشمنوں کو غالب نہ کرے۔ کیونکہ وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ زیادہ عدل کرنے والے ہیں تو وہ اسی کے سبب فتنے میں پڑ جائیں گے۔

امام ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اے ہمارے رب! تو انہیں ہم پر غلبہ نہ دے کیونکہ وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ ہم سے بہتر ہیں (1)۔

وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۷

”اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف کہ مہیا کرو اپنی قوم کے لیے مصر میں چند گھر اور بناؤ اپنے ان گھروں کو قبلہ رخ اور قائم کرو نماز اور (اے موسیٰ) خوش خبری دو مومنوں کو“۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے (کہ اس آیت میں اس وقت کا ذکر ہے) جب کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو نماز سے روک دیا تھا۔ تو انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اپنی مساجد اپنے گھروں میں بنائیں اور ان کے رخ قبلہ شریف کی طرف کریں۔

امام ابن جریر، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آیت میں مصر سے مراد اسکندریہ کا شہر ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ صرف عبادت گاہ میں ہی نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں آل فرعون سے خوف لاحق ہو گیا۔ تو انہیں اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم دے دیا گیا (3)۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے انہی الفاظ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں مساجد بنالیں (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 174، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 178
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 15، صفحہ 329 دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 176

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فرعون اور اس کی قوم سے نماز پڑھنے کے لیے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ تو رب کریم نے فرمایا: وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً کہ تم قبلہ رخ اپنے گھر بناؤ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کے بعد جو بھی ہوئے ہیں وہ قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے تھے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ باتیں بیان کی ہے کہ وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً کے بارے آپ نے فرمایا کہ وہ بعض گھر بعض کے مقابل ہوں گے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ دونوں اپنی قوم کے لیے کچھ گھر بنائیں اور ان دونوں کو حکم دیا کہ ان کی مساجد میں کوئی جنبی رات نہ گزارے اور نہ وہ مسجد میں عورتوں کے قریب جائیں۔ سوائے ہارون علیہ السلام اور ان کی اولاد کے۔ اور کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ میری اس مسجد میں عورتوں کے قریب آئے۔ اور نہ کوئی جنبی اس میں رات گزارے سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے۔

وَ قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾

"اور عرض کی: موسیٰ نے اے ہمارے پروردگار! تو نے بخشا ہے فرعون اور اس کے سرداروں کو سامان آرائش اور مال و دولت دنیوی زندگی میں، اے ہمارے مولا! کیا اس لیے کہ وہ گمراہ کرتے پھریں (لوگوں کو) تیری راہ سے۔ اے ہمارے رب! برباد کر دے ان کے مالوں کو اور سخت کر دے ان کے دلوں کو تا کہ وہ نہ ایمان لے آئیں جب تک نہ دیکھ لیں دردناک عذاب کو"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو برباد کر دے اور انہیں ہلاک کر دے۔ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے۔ اور فرمایا: الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ سے مراد ان کا غرق ہونا ہے(2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ کے بارے پوچھا۔ تو میں نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور آل فرعون کے مالوں کو برباد کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ پتھر ہو گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے سر بمہر ایک تھیلا منگوایا اور اسے کھولا تو اس میں چاندی کے ٹکڑے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 182

تھے گویا کہ وہ پتھر ہیں اسی طرح دراہم و دنانیر اور انہی کی مثل دیگر مال سب کا سب پتھر بنا ہوا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ کا معنی ہے ان کے مالوں کو ہلاک کردے۔ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ گمراہی کے سبب ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ فَلَا یُؤْمِنُوْا اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہ لائیں ان آیات اور نشانیوں کے سبب جو وہ دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی کے بارے میں کہا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کی کھیتیاں اور اموال سب پتھروں میں بدل گئے تھے(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے دنانیر، دراہم، تانبہ اور ان کا لوہا سب منقش پتھر بن گئے تھے اور وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کی تفسیر میں آپ کہا کرتے تھے (کہ یا اللہ!) انہیں ہلاک کر اس حال میں کہ وہ کافر ہوں)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے مال پتھر ہو گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قرظی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے لیے ہر نشہ آور شے کو پتھر بنا دے۔

قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَ لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا قبول کر لی گئی تمہاری دعا پس تم ثابت قدم رہو اور ہرگز نہ چلنا اس طریقہ پر جو جاہلوں کا (طریقہ) ہے"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے رب نے ان کی دعا کو قبول فرما لیا اور وہ فرعون اور ایمان کے درمیان حائل ہو گیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دعا مانگی۔ تو حضرت ہارون علیہ السلام نے ان کی دعا پر امین کہی۔ وہ کہتے رہے "امین" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آمین" اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ سو اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے ضمن میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور ہارون علیہ السلام نے آمین کہی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 177، دارالکتب العلمیہ بیروت

السلام دعا مانگتے رہے اور حضرت ہارون علیہ السلام اس پر امین کہتے رہے۔ اسی لیے ارشاد ہے قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا۔ (1)

امام سعید بن منصور نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے رہے اور ہارون علیہ السلام امین کہتے رہے۔ اور دعا مانگنے والا اور اس پر امین کہنے والا دونوں شریک ہیں (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہی (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح، ابو العالیہ اور ربیع رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کہتے رہے: آمین۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا پس آمین کہنا بھی دعا ہوگئی اور اسے کہنے والا دعا میں شریک ہوگیا (5)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے ان کا خیال ہے کہ اس دعا کے بعد فرعون چالیس برس تک زندہ رہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے (6)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا تم دونوں کی دعا کو قبول کرلیا گیا ہے یعنی چالیس سال بعد۔

امام ابن جریج اور ابن منذر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فَاسْتَقِیْمَا کہ تم دونوں میرے حکم پر قائم رہو اور یہی استقامت ہے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۹۰ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۹۱

"اور ہم پار لے گئے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر پیچھا کیا ان کا فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور ظلم کرتے ہوئے۔ حتی کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو (بصد یاس) کہنے لگا: میں ایمان لایا کہ کوئی سچا خدا نہیں بجز اس کے جس پر ایمان لائے تھے بنی اسرائیل اور (میں اعلان کرتا ہوں کہ) میں مسلمانوں میں سے ہوں کیا اب؟ اور تو نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور تو فتنہ وفساد برپا کرنے والوں سے تھا"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 183، بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 331، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 175
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 186
6۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کتاب اللہ میں العدو، العلو اور العتو تینوں لفظ جبر اور ظلم کرنے کے معنی میں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے آخری آدمی باہر نکل گیا اور فرعون کے ساتھیوں میں سے آخری آدمی بھی سمندر میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا ان پر مل جا۔ چنانچہ فرعون نے ایک انگلی باہر نکالی کہ کوئی الٰہ نہیں مگر وہی جس کے ساتھ بنی اسرائیل ایمان لائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ رب رحیم ہے اور مجھے یہ خوف ہوا کہ اسے رحمت آلے گی۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے پروں کے ساتھ چھپا لیا اور میں نے کہا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ کیا اب؟ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا پس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی نکل گئے۔ تو فرعون کی قوم میں سے شہروں میں پیچھے رہنے والوں نے کہا۔ فرعون غرق نہیں ہوا اور نہ اس کے اصحاب غرق ہوئے۔ بلکہ وہ تو سمندر کے جزیروں میں شکار کھیل رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم فرمایا کہ فرعون کو برہنہ حالت میں باہر پھینک دے۔ چنانچہ سمندر نے اسے برہنہ حالت میں باہر پھینک دیا۔ وہ سر سے گنجا، چپٹی اور سر سے اٹھی ہوئی ناک والا اور کوتاہ قد تھا۔ اور جنہوں نے یہ کہا کہ فرعون غرق نہیں ہوا انہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً سو آج ہم بچالیں گے تیرے جسم کو (سمندر کی تند موجوں) سے تا کہ تو ہو جائے اپنے پچھلوں کے لیے (عبرت کی) نشانی۔ تو اس کی یہ نجات باعث عبرت تھی۔ نہ کہ باعث عافیت پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا۔ کہ جو کچھ تجھ میں ہے اسے باہر پھینک دے۔ تو اس نے ان تمام کو ساحل پر پھینک دیا۔ حالانکہ سمندر اپنے اندر غرق ہونے والے کو باہر نہیں پھینکتا۔ بلکہ وہ اسی کے اندر باقی رہتا ہے یہاں تک کہ مچھلیاں اسے کھا جاتی ہیں۔ پس سمندر قیامت کے دن تک کسی غرق ہونے والے کو قبول نہیں کرے گا۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ عزوجل نے فرعون کو غرق کیا۔ تو اس نے کہا: اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے اس حال میں دیکھتے کہ میں سمندر کے درمیان سے مٹی اٹھا رہا ہوں تو میں اسے رحمت کے پالینے کے خوف سے اس کے منہ میں دھنسا دیتا(1)۔

امام طیالسی، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتایا اگر آپ مجھے دیکھتے کہ میں سمندر کے درمیان سے مٹی اٹھا رہا ہوں تو میں اسے فرعون کے منہ میں دبا دیتا، اس ڈر سے کہ اسے رحمت پالے گی(2)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 216 (12932) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ شعب الایمان، باب فی مباعدۃ الکفار والمفسدین، جلد 7، صفحہ 45 (9393)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اگر آپ مجھے دیکھتے اس حال میں کہ میں سمندر سے کیچڑ اٹھا رہا ہوں۔ تو میں اسے اس کے منہ میں دھنسا دیتا۔ یہاں تک کہ وہ دعا کی متابعت نہ کرے۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی زیادتی کو خوب جانتا ہوں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا: زمین پر کوئی شے نہیں ہے جو میرے نزدیک فرعون سے زیادہ مبغوض ہو۔ پس جب وہ ایمان لایا تو میں اس کے منہ کو کیچڑ سے بھرنے لگا اور اسے ڈھانپنے لگا اس ڈر سے کہ اسے رحمت آ پہنچے گی۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اگر آپ مجھے دیکھتے اس حال میں کہ میں ایک ہاتھ سے فرعون کو چھپا تا رہا اور اس کے منہ میں کیچڑ ڈالتا رہا تو یہ اس ڈر سے ہوا کہ اسے رحمت پالے گی اور اس کی مغفرت ہو جائے گی (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: آپ کا رب کبھی بھی کسی پر اتنا غضب ناک نہیں ہوا جتنا کہ وہ فرعون پر غضب ناک ہوا۔ جب کہ اس نے یہ کہا تھا: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (القصص:38) "میں تو نہیں جانتا کہ تمہارے لیے میرے سوا کوئی اور خدا ہے"۔ اور پھر کہا: فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ (النازعات) "اور کیا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں"۔ پس جب اسے غرق آ پہنچا (یعنی جب وہ غرق ہونے لگا) تو اس نے مدد طلب کی۔ اور میں نے ان کے منہ میں کیچڑ ڈالنا شروع کر دیا، اس ڈر سے کہ اسے رحمت آ پہنچے گی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: جس دن فرعون غرق ہوا اس دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کا عمامہ مبارک سیاہ رنگ کا تھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی شے سے نفرت نہیں کی جتنی کہ ابلیس سے مجھے اس دن نفرت ہوئی کہ اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور فرعون سے بڑھ کر زیادہ شدید نفرت میں نے کسی شے سے نہیں کی۔ سو جب اس کے غرق ہونے کا دن تھا۔ تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ وہ کلمہ اخلاص کے ساتھ بچ جائے گا اور نجات پا جائے گا۔ چنانچہ میں نے کیچڑ کی ایک مشت اٹھائی اور اس کے منہ میں دبا دی۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کو پایا کہ وہ اس پر مجھ سے بھی زیادہ ناراض اور غصہ میں ہے۔ پس اس نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو حکم دیا۔ اس نے خبردار کیا اور کہا: آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ وہ اسے عار دلائے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: آلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ۔

امام ابن منذر اور طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ فرعون اثرم تھا (یعنی اس کے دانت جڑ سے ٹوٹے ہوئے تھے)

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾

''سو آج ہم بچالیں گے تیرے جسم کو (سمندر کی تند موجوں سے) تا کہ تو ہو جائے اپنے پچھلوں کے لیے (عبرت کی) نشانی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے غفلت برتنے والے ہیں''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے فرعون کو سمندر سے بچالیا اور انہوں نے اس کے غرق ہونے کے بعد اسے دیکھا (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آیت میں بِبَدَنِكَ سے مراد بِجَسَدِكَ ہے، یعنی آج ہم تیرے جسم کو بچالیں گے۔ بعض بنی اسرائیل نے فرعون کی موت کا انکار کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ساحل سمندر پر پھنکوادیا یہاں تک کہ بنو اسرائیل نے اسے سرخ اور کوتاہ قد دیکھا گویا کہ وہ ایک بیل ہے (2)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے جسم کو سمندر نے ساحل پر پھینک دیا۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بِبَدَنِكَ سے مراد بِدِرْعِكَ ہے یعنی آج ہم تجھے تیری زرہ کے ساتھ بچالیں گے۔ اس کی زرہ موتیوں کی تھی۔ جنگوں میں وہ اسے پہنا کرتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابو صخر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بدن سے مراد لوہے کی زرہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو جہیم موسیٰ بن سالم رحمہ اللہ سے اسی کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون کے پاس ایک شے تھی جسے وہ پہنا کرتا تھا۔ اسے بدن کہا جاتا تھا اور وہ چمکتی تھی۔

امام ابن الانباری اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت یونس بن حبیب نحوی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم تجھے زمین کے بلند حصے پر رکھیں گے تا کہ وہ تجھے دیکھیں اور یقین کرلیں کہ تو مر چکا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تو لوگوں میں سے ایک گروہ نے اس کی تصدیق نہ کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 191، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 190

باہر نکال دیا۔ تا کہ وہ ان کے لیے نصیحت اور نشانی بن جائے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً کی تفسیر میں فرمایا: تا کہ تو بنی اسرائیل کے لیے عبرت کی نشانی ہو جائے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح قرأت کی ہے: "فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِنِدَائِكَ"۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن سمیقع یمانی اور یزید بربری رحمہما اللہ ان دونوں نے حاء کے ساتھ قرأت کی ہے یعنی "فالیوم ننحیك بیدنك"۔

وَ لَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾

"اور ہم نے عطا فرمایا بنی اسرائیل کو بہترین ٹھکانا اور ہم نے انہیں پاکیزہ رزق بخشا۔ پس انہوں نے اختلاف نہ کیا حتی کہ آ گیا ان کے پاس حقیقت کا علم (اے حبیب!) بے شک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان روز قیامت جن باتوں میں وہ جھگڑا کیا کرتے تھے"۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شام اور بیت المقدس میں ٹھکانا عطا فرمایا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مُبَوَّاَ صِدْقٍ سے مراد منازل صدق ہیں اور وہ مصر اور شام ہیں۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ دونوں نے ابن زید سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ کی تفسیر میں فرمایا: علم سے مراد وہ کتاب اللہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور اس کا وہ امر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں ارشاد فرمایا (3)۔

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ۙ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 178 (1168) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 179 (1172)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11 صفحہ 194، بیروت

الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٥﴾

''اور (اے سننے والے!) اگر تجھے کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے (اپنے نبی کے ذریعے) تیری طرف اتارا تو دریافت کر ان لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے۔ بے شک آیا ہے تیرے پاس حق تیرے رب کی طرف سے پس ہر گز نہ ہو جانا شک کرنے والوں سے اور ہر گز نہ ہونا ان لوگوں سے جنہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو، ورنہ تو ہو جائے گا نقصان اٹھانے والوں سے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْــَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ شک کیا اور نہ آپ سے سوال کیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ میں سوال کرتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ میں الکتاب سے مراد تورات اور انجیل ہیں۔ اور الذین سے مراد وہ اہل کتاب ہیں، جنہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: تو ان سے پوچھ لے اگر تو شک میں مبتلا ہے اس بارے میں کیوں کہ آپ کا ذکر ان کے پاس لکھا ہوا ہے (2)۔

امام ابو داؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سماک حنفی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں اپنے دل میں وہ کچھ پاتا ہوں جسے بیان کرنے کی میں طاقت نہیں رکھتا۔ تو آپ نے فرمایا: کیا شک؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اس میں کوئی بھی نہیں بچ سکا۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی یہ آیت نازل ہوئی۔ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ...... الآیہ۔ پس جب تجھے کوئی احساس ہو یا اس میں سے کوئی شے پائے تو یہ کہا کر هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٣﴾ (الحدید)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے فرمایا: قرآن کریم میں پانچ حروف ہیں وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ (ابراہیم) ''اگرچہ ان کی چالیں اتنی زبردست تھیں کہ ان سے پہاڑ اکھڑ جاتے تھے''۔ اس کا معنی ہے ان کے مکر نہیں تھے کہ ان سے پہاڑ اکھڑ جائیں لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٧﴾ (الانبیاء) ''اگر ہمیں یہی منظور ہوتا کہ ہم (اس کائنات کو) کھیل تماشہ بنائیں تو ہم بنا لیتے اسے خود بخود (ہمیں کون روک سکتا تھا) مگر ہم ایسا کرنے والے نہیں ہیں''۔ اس میں بھی ان بمعنی ما ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ (الزخرف: 81) ''آپ فرمائیے (بفرض محال) اگر رحمٰن کا کوئی بچہ ہوتا''۔ اس کا معنی ہے رحمٰن کا بچہ نہیں ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 194، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 193

وَ لَقَدۡ مَكَّنّٰهُمۡ فِيۡمَاۤ اِنۡ مَّكَّنّٰكُمۡ فِيۡهِ (الاحقاف:26) ''اور ہم نے ان کو وہ قوت وطاقت بخشی تھی جو ہم نے تمہیں نہیں دی''۔ اس کا معنی ہے اس میں بھی ان بمعنی ما نافیہ ہے۔ اور فرمایا فَاِنۡ كُنۡتَ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ تو اس کا معنی بھی ہے پس آپ شک میں نہیں ہیں۔ یعنی اس میں بھی ان بمعنی ما نافیہ ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَسۡـَٔلِ الَّذِيۡنَ يَقۡرَءُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكَ کے بارے فرمایا: تیرا ان سے سوال کرنا میری کتاب میں تیرا غور وفکر کرنا ہے جیسا کہ تیرا یہ قول ہے سَلۡ عَنۡ آلِ الۡمُهَلَّبِ دُوۡرِهِمۡ (آل مہلب سے ان کے گھروں کے بارے پوچھ لے)

اِنَّ الَّذِيۡنَ حَقَّتۡ عَلَيۡهِمۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۹۶﴾ وَ لَوۡ جَآءَتۡهُمۡ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَ ﴿۹۷﴾

''بے شک وہ لوگ ثابت ہو چکی ہے جن پر آپ کے رب کی بات وہ ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ آجائیں ان کے پاس ساری نشانیاں جب تک وہ نہ دیکھ لیں دردناک عذاب''۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيۡنَ حَقَّتۡ عَلَيۡهِمۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ثابت ہو چکی ہے۔ اس کے عوض جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے (1)۔

فَلَوۡلَا كَانَتۡ قَرۡيَةٌ اٰمَنَتۡ فَنَفَعَهَاۤ اِيۡمَانُهَاۤ اِلَّا قَوۡمَ يُوۡنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوۡا كَشَفۡنَا عَنۡهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡىِ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَ مَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۹۸﴾ وَ لَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِى الۡاَرۡضِ كُلُّهُمۡ جَمِيۡعًا ؕ اَفَاَنۡتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۹﴾

''پس کیوں نہ ایسا ہوا کہ کوئی بستی ایمان لاتی تو نفع دیتا اسے اس کا ایمان (کسی سے ایسا نہ ہوا) بجز قوم یونس کے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے دور کر دیا ان سے رسوائی کا عذاب دنیوی زندگی میں اور ہم نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں ایک مدت تک اور اگر چاہتا آپ کا رب تو ایمان لے آتے جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب۔ کیا آپ مجبور کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو یہاں تک کہ وہ مومن بن جائیں''۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حرف اس طرح ہیں۔ ''فَهَلَّا كَانَتۡ قَرۡيَةٌ آمَنَتۡ'' (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 199

امام ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے بیان کیا ہے کہ وہ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ میں کہتے ہیں کہ کوئی بستی ایمان نہیں لائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی فَلَوْلَا ہے وہ ''فھلا'' کے معنی میں ہے سوائے دو مقام کے۔ایک سورہ یونس میں ہے فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ اور دوسرا سورۂ ہود میں ہے فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ (ہود:116)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں فَلَوْلَا كَانَتْ بمعنی فلم تکن ہے یعنی کوئی بستی ایمان نہیں لائی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے پہلے والی امتوں میں نہیں ہوا کہ کسی بستی والوں نے کفر کیا اور پھر اس وقت ایمان لائے جب عذاب دیکھ لیا تو سوائے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے ان کے ایمان نے انہیں کوئی نفع نہیں دیا۔پس اللہ تعالیٰ نے اس کی استثناء کی اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سرزمین موصل میں نینویٰ میں تھی۔ جب انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام کو مفقود پایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں توبہ ڈال دی پس انہوں نے ٹاٹ پہنا اور مویشیوں کو نکالا اور چوپاؤں اور ان کے بچوں کے درمیان علیحدگی کر دی۔وہ چالیس صبحوں تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چیختے چلاتے رہے۔پس جب اللہ تعالیٰ نے پہچان لیا کہ ان کے دلوں میں سچ ہے اور جو کچھ ان سے ماضی میں صادر ہوا ہے اس پر وہ نادم ہیں اور اس سے رجوع کر رہے ہیں تو ان سے عذاب دور فرما دیا۔اس کے بعد کہ وہ ان پر نمودار ہو چکا تھا اور ان کے اور عذاب کے درمیان صرف ایک میل کا فاصلہ تھا(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کوئی بستی نہیں گزری جو کہ ایمان لائی ہو اور اس کے ایمان نے اسے نفع دیا ہو جب کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو چکا۔سوائے حضرت یونس علیہ السلام کی بستی کے(2)۔

امام ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا فرمایا جب کہ انہوں نے دعا کی۔

امام ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہما اللہ نے السنۃ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک خوف اور ڈر تقدیر کو رد نہیں کرتا بلکہ دعا تقدیر کو رد کر دیتی ہے۔اسی لیے کتاب اللہ میں ہے: اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے بے شک دعا قضاء کو رد کر دیتی ہے۔تحقیق آسمان سے یہ نازل ہوا ہے، اگر تم چاہو تو پڑھو اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ پس انہوں نے دعا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 197، بیروت　2۔ ایضاً

مانگی تو عذاب ان سے پھر گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی۔ جب انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے ان کے ساتھ عذاب کا وعدہ کیا اور فرمایا: بے شک فلاں فلاں دن تم پر عذاب آجائے گا پھر خود ان سے نکل گئے۔ جب انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کو عذاب کی وعید سناتے تو خود نکل جاتے تھے۔ پس جب عذاب ان کے قریب آگیا تو وہ باہر نکلے اور انہوں نے عورت اور اس کے بچے کے درمیان، بکریوں اور ان کے بچوں کے درمیان علیحدگی اور تفریق کر دی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی عجز و انکساری کرتے ہوئے نکلے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے صدق کو جان لیا اور ان پر رحمت کی نظر فرمائی اور ان سے عذاب کو پھیر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام راستے میں بیٹھے تھے کہ وہ کسی خبر دینے والے سے پوچھیں گے۔ پس ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ تو آپ نے پوچھا: میں قوم کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ حالانکہ میں نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے اور آپ انتہائی غضب ناک ہو کر چل پڑے۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب اترا یہاں تک کہ ان کے درمیان اور عذاب کے درمیان صرف ایک میل کی دو تہائی مقدار کا فاصلہ تھا۔ سو جب انہوں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور فرما دیا (1)۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عذاب نے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کو اس طرح ڈھانپ لیا جس طرح قبر کو اس وقت کپڑے کے ساتھ ڈھانپا جاتا ہے جب کہ صاحب قبر کو اس میں داخل کیا جاتا ہے اور آسمان نے خون برسایا (2)۔

امام عبدالرزاق، امام احمد نے الزہد میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ نکلے اور ایک ٹیلے پر جا کر اترے۔ انہوں نے ہر جانور اور اس کے بچے کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اور چالیس راتوں تک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یوم عاشورا (دسویں محرم الحرام) کو حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ قبول کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو ایک بستی کی طرف بھیجا گیا کہا جاتا ہے کہ وہ دریائے دجلہ کے کنارے پر تھی۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالخلد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کو عذاب نے ڈھانپ لیا تو وہ اپنے بقیہ علماء میں سے ایک شیخ کے پاس گئے اور یہ عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 197، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

کی آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ کہو: يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ وَيَا حَيُّ مُحْيِي الْمَوْتِ وَيَا حَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ پس انہوں نے یہ کہا تو ان سے عذاب دور ہو گیا (1)۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تقدیر سے ڈرنا نجات نہیں دلا سکتا۔ البتہ دعا بلا کو دور کر دیتی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ ۚ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ صبح کے وقت ان پر عذاب نازل ہوگا۔ تو انہوں نے کہا: یونس علیہ السلام نے جھوٹ نہیں بولا۔ ہم صبح کے وقت عذاب سے دوچار ہوں گے۔ پس آؤ تا کہ ہم ہر شے کے بچوں کو نکالیں۔ ہم انہیں اپنے بچوں کے ساتھ رکھیں گے، شاید اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ پس انہوں نے عورتوں کو نکالا، ان کے ساتھ بچے بھی تھے انہوں نے اونٹ نکالے اور ان کے ساتھ ان کے بچے بھی تھے انہوں نے گائیں نکالیں، ان کے ساتھ ان کے بچھڑے بھی تھے۔ انہوں نے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ نکالے اور ان کے ساتھ ان کے بچے بھی تھے۔ پس انہوں نے انہیں اپنے سامنے رکھا اور عذاب آ گیا۔ پس جب انہوں نے عذاب دیکھا۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پناہ لی اور دعا کی عورتیں اور بچے رونے لگے اونٹ اور ان کے بچے بلبلائے۔ گائیں اور ان کے بچھڑے ڈکارنے لگے۔ بکریوں اور ان کے بچوں نے اپنی آواز نکالنا (میں میں کرنا) شروع کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ان سے دور دراز پہاڑوں کی جانب عذاب پھیر دیا۔ پس ان پر قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 199، بیروت

يَتَوَفّٰىكُمْ ۚۖ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٥﴾ وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾

''اور کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ وہ ایمان لا سکے بغیر حکم الٰہی کے۔ اور (سنت الٰہی یہ ہے کہ) وہ ڈالتا ہے (گمراہی کی) آلودگی ان لوگوں پر جو بے سمجھ ہیں۔ فرمایئے غور سے دیکھو! کیا کیا (عجائبات) ہیں آسمانوں اور زمین میں اور فائدہ نہیں پہنچا تیں آیتیں اور ڈرانے والے اس قوم کو جو ایمان نہیں لانا چاہتے۔ پس وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ان لوگوں جیسے حالات کا جو گزر چکے ہیں ان سے پہلے۔ آپ فرمایئے اچھا انتظار کرو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں (جب وہ عذاب آجائے گا) پھر ہم بچالیں گے اپنے رسولوں کو اور انہیں جو ایمان لائے۔ بلاشبہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم بچالیں گے اہل ایمان کو فرمایئے اے لوگو! اگر تمہیں کچھ شک ہو میرے دین کے بارے میں تو (سن لو) میں عبادت نہیں کرتا ان (بتوں) کی جن کی تم پوجا کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ لیکن میں تو عبادت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو مارتا ہے تمہیں۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں اہل ایمان سے نیز (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ) اپنا رخ سیدھا کر لے۔ اس دین کی طرف ہر کجی سے بچتے ہوئے اور ہرگز نہ ہو جانا شرک کرنے والوں سے اور نہ عبادت کر اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے تجھے اور نہ ضرر پہنچا سکتا ہے تجھے۔ اور اگر تو ایسا کرے گا تو پھر تیرا شمار ظالموں میں ہوگا''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ رجس سے مراد سخط (ناراضگی، غصہ) ہے (1)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الرجس سے مراد شیطان ہے اور الرجس سے مراد عذاب بھی ہے۔

امام ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ وَ مَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَ النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ کے ضمن میں کہتے ہیں کہ عن قوم کی بجائے ''عِنْدَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ'' ہے اور یہ اس ارشاد کی ناسخ ہے۔ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾ (القمر)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونے والے وہ واقعات جو ان لوگوں میں واقع ہوئے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں جیسا قوم نوح، عاد اور ثمود وغیرہ (2)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 202

انہیں اپنے عذاب، سزا اور عقوبت سے ڈرایا۔ پھر انہیں آگاہ کیا کہ جب بھی ان میں سے کوئی امر واقع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور ان پر اعمال لانے والوں کو نجات دی۔ چنانچہ فرمایا: ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔(1)

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾

''اور اگر پہنچائے تجھے اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف تو نہیں کوئی دور کرنے والا اسے بجز اس کے اور اگر ارادہ فرمائے تیرے لیے کسی بھلائی کا تو کوئی رد کرنے والا نہیں اس کے فضل کو۔ سرفراز فرماتا ہے اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور وہی بہت مغفرت فرمانے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بِخَيْرٍ بمعنی ''بعافية'' ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تیری عافیت کا ارادہ فرمائے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تین آیات ہیں میں نے انہیں کتاب اللہ میں پایا اور تمام مخلوق کے مقابلے میں انہیں پر اکتفا کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عامر بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کتاب اللہ میں تین آیات ہیں، میں نے تمام مخلوق کے مقابلہ میں انہیں پر اکتفاء کیا ہے۔ ان میں سے پہلی یہ ہے: وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ۔ دوسری یہ ہے: مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ (فاطر:2) ''جو عطا فرمائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو (اپنی) رحمت سے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک دے، تو اسے کوئی دینے والا نہیں''۔ اور تیسری آیت یہ ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود:6) ''اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق'' (2)۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے زمانے کے لیے بھلائی اور نیکی تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خوشبو کے لیے اپنے آپ کو پیش کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی خوشبوئیں اپنے بندوں میں سے جن تک چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے التجاء کرو کہ وہ تمہاری شرمگاہوں کو ستر عطا کرے اور تمہیں خوف اور لڑائی سے محفوظ و مامون رکھے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 202، بیروت

2۔ شعب الایمان، باب التوکل والتسلیم، جلد 2، صفحہ 112 (1326) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 42 (1121) باب فی الرجاء من اللہ

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بعینہ اسی طرح موقوف روایت نقل کی ہے (1)۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَ اتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَ اصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚۖ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

”(اے حبیب!) فرمائیے اے لوگو! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے۔ تو جو ہدایت قبول کرتا ہے تو وہ ہدایت قبول کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو وہ گمراہ ہوتا ہے اپنی تباہی کے لیے۔ اور میں تم پر نگران نہیں ہوں اور (اے حبیب!) آپ پیروی کرتے رہیں جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف اور (ظلم کفار پر) صبر کیجئے۔ یہاں تک کہ فیصلہ فرما دے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے“۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد باری تعالیٰ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ اور وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ کے ضمن میں فرمایا یہی حق ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ منسوخ ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ جہاد کرنے اور ان پر شدت کرنے کا حکم فرمایا (1)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 112 (35594) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 205، بیروت